عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۴ | ۴ تا ۱۰ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۳ تا ۲۹ جنوری ۲۰۱۵ء | شمارہ: ۴

حضرت مولانا محمد نافعؒ کی رحلت

قادیانیت

اسلام اور نبوتِ محمدی ﷺ کے خلاف ایک بغاوت

دعوت و تبلیغ کا کام

اتحاد مجلس علمائے اسلام پاکستان

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

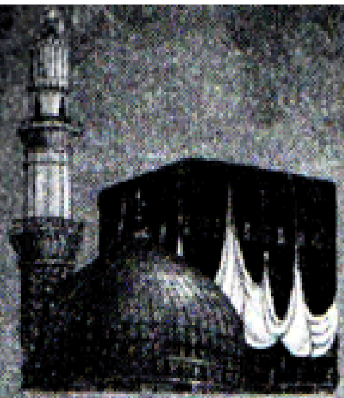

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

اذان کے بعد کی مسنون دعا

ابوعکاشہ، کراچی

س:...... اذان کے بعد کی دعا کے الفاظ مختلف ہیں، صحیح اور مسنون الفاظ میں دعا کون سی ہے؟

’’اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ ات محمد ن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاماً محمود الذی وعدتہ۔‘‘(مشکوٰۃ:......)

امام بیہقیؒ نے ان الفاظ کا بھی اضافہ فرمایا ہے:’’انک لا تخلف المیعاد‘‘اس کے علاوہ جو مزید الفاظ بڑھائے جاتے ہیں، مثلاً: ’’والدرجۃ الرفیعۃ‘‘اور’’وارزقنا شفاعتہ یوم القیامۃ‘‘اسی طرح آخر میں’’یا ارحم الراحمین‘‘کہا جاتا ہے، یہ ثابت نہیں۔

جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ہے:

’’و روی البخاری وغیرہ من قال حین یسمع النداء: اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ ات محمد ن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاماً محمود ن الذین وعدتہ۔حلت لہ شفاعتی یوم القیامۃ وزاد البیھقی انک لاتخلف المیعاد وتمامہ فی المداد والفتح وقال ابن حجر فی شرح المنھاج وزیادۃ والدرجۃ الرفیعۃ وختمہ بیاارحم الراحمین لا اصل لھا.‘‘

(شامی، ج:۱،ص:۲۸۳، باب الاذان)

وارث کو ورثہ سے محروم کرنے کا وبال

محمد عبداللہ، کراچی

س:...... میرے نانا کا گھر بھوپال (انڈیا) میں واقع ہے، اس جائیداد میں میری والدہ مرحومہ کا حصہ، میرے چھوٹے ماموں کو اپنے حصہ سے ادا کرنا تھا، چونکہ ماموں کا اب انتقال ہوچکا ہے لہٰذا جائیداد کا یہ حصہ اب میری ممانی کی تحویل میں ہے۔ یہ حصہ حال ہی میں چار کروڑ انڈین روپے میں فروخت ہوا ہے، لیکن باوجود میرے مانگنے کے وہ مجھے میرا جائز وراثتی حصہ نہیں دے رہے ہیں۔ میں اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا ہوں، اور میری کوئی بہن بھی نہیں ہے، گویا میں اپنی والدہ کی جائیداد کا اکلوتا وارث ہوں۔ مجھے آپ سے ایک فتویٰ کی ضرورت ہے جو کہ قرآن کے حوالے سے ان کو پابند کرے کہ وہ میرا شرعی اور جائز حصہ دے دیں۔

ج:...... بصورت مسئلہ اگر واقعتاً آپ کا بیان درست اور صداقت پر مبنی ہے تو اس صورت میں آپ کی ممانی پر لازم ہے کہ وہ آپ کی والدہ مرحومہ کے حصہ سے دستبردار ہوجائے اور ان کا حصہ آپ کے حوالہ کردیں، ان کا آپ کی والدہ کے حصہ پر قابض ہوکر آپ کو محروم کردینا کسی طرح بھی جائز نہیں۔ احادیث میں اس طرح کے ظلم وزیادتی کرنے پر سخت وعید آئی ہے، ایک حدیث میں ہے:’’من قطع میراث وارثہ قطع اللّٰہ میراثہ من الجنۃ یوم القیامۃ‘‘(مشکوٰۃ، ج:۱،ص:۲۶۶، باب الوصایا)...جو شخص ناحق طور پر اپنے وارث کو وراثت سے محروم کردے تو اللہ تعالیٰ اس کا حق جنت سے باطل کردیں گے۔

فتاویٰ رحیمیہ میں ہے:’’میراث کی تقسیم کے بارے میں شرعی حکم نہ ماننا اور لڑکیوں (بلکہ کسی بھی وارث) کو ان کے حق سے محروم کرنا اور ان کو حق نہ دینا بہت سخت گناہ کا کام ہے بلکہ حد کفر تک پہنچ جانے کا اندیشہ ہے۔‘‘

خدائے پاک نے اپنے کلام میں وراثت کے قانون وقواعد بیان کرنے کے بعد صریح الفاظ میں فرمایا ہے:’’ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ ناراً خالداً فیھا ولہ عذاب مھین۔‘‘(النساء:......)یعنی اور جو کوئی خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقررہ حدود سے تجاوز کرے گا تو اس کو جہنم میں ڈال دے گا، جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں بہنوں کو ان کا حق دینا ضروری ہے، انکار کرنا رسم کفار کی اتباع ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ، ص:۲۵۴، کتاب الوصیۃ)۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوّۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۴ — ۲ تا ۱۰ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ جنوری ۲۰۱۵ء — شمارہ:۴

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

یادگار اسلاف حضرت مولانا محمد نافع کی رحلت	۴	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
دعوت و تبلیغ کا کام	۶	مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
وزیراعظم کا خطاب اور دینی مدارس	۸	مولانا محمد حنیف جالندھری
اتحاد مجلس علمائے اسلام پاکستان	۱۰	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
اتحاد بین المسلمین.... وقت کی اہم ضرورت (۲)	۱۳	محمد متین خالد
بہاول پور میں بیتے ہوئے چند سال	۱۷	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سود کی نحوست	۱۹	مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی
مولانا سید الامین ارکانیؒ کا سانحہ ارتحال	۲۱	مولانا محمد صدیق ارکانی
قادیانیت.... اسلام اور نبوت محمدی کے خلاف ایک بغاوت	۲۳	مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ
تحریک ختم نبوت.... آغاز سے کامیابی تک (۱۴)	۲۶	سعود ساحر

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

یادگارِ اسلاف

حضرت مولانا محمد نافعؒ کی رحلت!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی

پاکستان کی ایک اور نابغہ روزگار شخصیت حضرت مولانا محمد نافع بھی وصال فرما گئے۔ آپ کا وصال فیصل آباد کے ہسپتال میں ۳۰؍دسمبر ۲۰۱۴ء کی شب سوا دس بجے ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

چنیوٹ سے قریباً پینتیس کلومیٹر جھنگ روڈ پر ایک اڈا جامعہ آباد آتا ہے، جامعہ آباد سے بجانب غرب دو کلومیٹر پر ایک گاؤں ''محمدی شریف'' ہے یہاں ایک بزرگ عالم دین حضرت مولانا عبدالغفور صاحبؒ تھے۔ آپ نے مولانا سلطان محمود چنیوٹی سے تعلیم حاصل کی۔ مولانا سلطان محمود چنیوٹی نے حدیث شریف کی تعلیم قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے حاصل کی تھی۔ مولانا عبدالغفور کے والد گرامی مولانا عبدالرحمٰنؒ کا بیعت کا تعلق خانقاہ سیال شریف ضلع سرگودھا سے تھا۔ سیال شریف کے بانی حضرات کا تعلق قطب عالم حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ سے تھا۔ مولانا عبدالرحمٰن ساکن محمدی شریف نے اپنے صاحب زادہ مولانا عبدالغفور صاحبؒ کو بھی سیال شریف کے اعلیٰ حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ سے صغر سنی میں بیعت کرا دیا۔ مولانا عبدالغفور نے خانقاہ سیال شریف کے حضرت ثانی خواجہ محمد الدین سے بھی شرف بیعت حاصل کیا اور پھر سیال شریف کے حضرت ثالث مولانا خواجہ ضیاء الدین سیالوی سے بھی شرف بیعت کے علاوہ سعادت حصول خلافت کا شرف بھی پایا۔ انہی حضرت مولانا عبدالغفور صاحب کو اللہ رب العزت نے تین صاحبزادے دیئے۔ ان میں سے سب سے چھوٹے کا نام محمد نافع تھا۔ ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ مولانا عبدالغفور ۱۹۱۴ء میں حج کے لئے حاضر ہوئے۔ مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ جانے کے لئے اونٹوں پر سفر ہوا، ساربان کا نام نافع تھا وہ اتنا شریف النفس اور عالی اخلاق ساربان تھا کہ سفر حج سے واپسی پر مولانا عبدالغفور صاحب کو ۱۹۱۵ء میں اللہ تعالیٰ نے بیٹا دیا تو اس کا نام مدنی ساربان کے نام پر نافع تجویز کیا، عموماً عرب میں مفرد نام ہوتے ہیں تو صرف نافع کی بجائے تبرک کے طور پر اسم گرامی محمد کا اضافہ کرکے ''محمد نافع'' نام تجویز کیا۔ اس صاحب زادہ ''محمد نافع'' نے اپنے والد گرامی مولانا عبدالغفور سے حفظ قرآن مجید مکمل کیا۔ مولانا محمد نافع کے برادر بزرگ حضرت مولانا محمد ذاکر تھے جو فاضل دیوبند اور مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد رشید تھے۔ ان سے اور مولانا اللہ جوایا شاہ سے ابتدائی دینی کتب کی مولانا محمد نافع نے تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد جامعہ اشاعت العلوم فیصل آباد جو ان دنوں جامع مسجد کچہری بازار میں قائم تھا۔ حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی اور حضرت مولانا حکیم حافظ عبدالمجید نابینا پی اے، سے مزید تعلیم حاصل کی۔ اس دوران آپ کے برادر بزرگ حضرت مولانا محمد ذاکر نے محمدی شریف میں ''جامعہ محمدی'' کی بنیاد رکھی۔ حضرت مولانا سید احمد شاہ چوکیروی فاضل دیوبند پہلے صدر مدرس کے طور پر یہاں تشریف لائے تو مولانا محمد نافع بھی فیصل آباد سے اپنے گاؤں محمدی شریف میں مولانا چوکیروی سے پڑھتے رہے۔ اچھالہ وادی سون سکیسر حضرت مولانا قطب الدین، مولانا احمد بخش گدائی ضلع ڈیرہ غازی خان اور دیگر اساتذہ سے بھی جو اس وقت جامعہ محمدی شریف میں مدرسین تھے آپ نے کسب فیض کیا۔ مشکوٰۃ شریف کے سال آپ نے واں بھچراں ضلع میانوالی میں مولانا غلام یاسین اور دیگر اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ اپنی ضلع گجرات کے معروف استاذ الاساتذہ حضرت مولانا ولی اللہ صاحب سے بھی شرف تلمذ حاصل کیا اور پھر دورہ حدیث شریف دارالعلوم دیوبند سے کیا۔ یہ ۱۳۶۲ھ کی بات ہے، تب شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث تھے۔ (حضرت مدنیؒ نے بخاری شریف شروع کرائی چند دن اسباق پڑھائے اور پھر گرفتار

ہو گئے) حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ، حضرت مولانا اعزاز علی امروہیؒ، حضرت مولانا محمد شفیع عثمانی دیوبندیؒ ایسے اساتذہ کرام سے مولانا محمد نافع نے دارالعلوم دیوبند میں حدیث شریف پڑھ کر سند فراغ حاصل کی۔

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمدؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ آپ کے دارالعلوم دیوبند میں ہم درس تھے۔ فراغت کے بعد آپ اس وقت کی معروف جماعت ''تحریک تنظیم اہلسنت پاکستان'' سے وابستہ ہوئے۔ تنظیم اہلسنت کا اس وقت ترجمان سہ روزہ ''دعوت'' لاہور تھا جس کے ایڈیٹر حضرت مولانا نورالحسن شاہ بخاری تھے۔ چوکیرہ ضلع سرگودھا سے آپ کے استاذ محترم حضرت مولانا سید احمد شاہ چوکیروی کا رسالہ ''الفاروق'' ماہوار شائع ہوتا تھا۔ ان میں آپ نے لکھنا شروع کیا۔ آپ نے ان مضامین کے ذریعے بہت جلد قارئین میں ایک حلقہ پیدا کرلیا فراغت کے بعد اپنے برادر بزرگ حضرت مولانا محمد ذاکر کے قائم کردہ ''جامعہ محمدی شریف'' میں پڑھاتے بھی رہے اور پھر ایک زمانہ میں ناظم بھی رہے۔ سینکڑوں حضرات نے آپ سے کسب فیض کیا۔ مولانا محمد نافعؒ ایک بزرگ، متبحر اور نقطہ رس عالم دین تھے۔ آپ نے لکھنا شروع کیا تو اس میں اعتدال کی وہ مثال قائم کی کہ خود اس میں ''ضرب المثل'' بن گئے۔ عموماً ''رفض'' کے خلاف کام کرنے والے خام ذہن اور رسوخ فی العلم نہ ہونے کے باعث ''خارجیت'' کے جراثیم کی آماجگاہ بن جاتے ہیں۔ لیکن جن حضرات نے پوری عمر عظمت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے نہ صرف کام کیا بلکہ اس محاذ کے اپنے وقت میں امام قرار پائے ان میں حضرت مولانا محمد نافعؒ صف اول میں نمایاں اور بہت نمایاں نظر آتے ہیں۔ اعتدال میں اپنی مثال آپ تھے جہاں آپ عظمت صحابہؓ کے نامور وکیل تھے وہاں عظمت وتکریم اہل بیتؓ کے صف اول کے علمبردار تھے۔ برصغیر میں ماضی بعید میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے عظمت اہل بیتؓ ودفاع صحابہ کرامؓ کے لئے بہت ہی تحریری علمی ذخیرہ چھوڑا۔ حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ نے اپنے دور میں اس کام کو آگے بڑھایا اور پھر ان شیخین کریمین کے بعد مولانا سید نورالحسن شاہ بخاریؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا قاضی مظہر حسینؒ اور ہمارے ممدوح مولانا محمد نافعؒ نے وہ تحریری خدمات سرانجام دیں جس پر آنے والی نسلیں بھی ان کی احسان مند رہیں گی۔ مولانا محمد نافع کی تصانیف پر ایک نظر ڈالیں تو بعض وجوہ سے آپ کی کتابیں اپنے معاصر حضرات سے بہت ساری امتیازی شان اپنے اندر رکھتی ہیں معلومات کا خزانہ ہیں۔ فریق مخالف کو اس کے مسلمات سے کمال فروتنی اور جذبہ خیر خواہی علم کے ساتھ ایسا آئینہ دکھاتے ہیں کہ اس سے وہ سوائے اپنے ڈوب، ڈوب جانے کا کوئی راستہ نہیں پاتا۔ مولانا محمد نافعؒ نے جس عنوان پر قلم اٹھایا دیانتداری کی بات ہے کہ ان کی تحریر اس عنوان پر ''حرف آخر'' کا درجہ رکھتی ہے۔ آپ کی تصانیف میں: (۱) مسئلہ ختم نبوت اور سلف صالحین، (۲) حدیث ثقلین، (۳) رحماء بینہم (۳ جلدیں)، (۴) مسئلہ اقربا پروری، (۵) حضرت ابوسفیان اور ان کی اہلیہ، (۶) بنات اربعہ، (۷) سیرت سیدنا علی المرتضیٰؓ، (۸) سیرت سیدنا معاویہؓ، (۹) فوائد نافعہ (۲ جلدیں) ان کو پڑھیں تو معلومات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر نظر آتا ہے۔ اس کی گہرائی تک رسائی حاصل کریں تو موتیوں کے ڈھیر ہی ڈھیر پائے جاتے ہیں۔ طرز تحریر، اسلوب بیان، ایسا دلکش، سادہ، عام فہم اور معتدل جو قلب ونظر کو سدا بہار بنادے۔ قادیانیوں نے ۱۹۳۵ء میں ''روزنامہ الفضل لاہور'' کا خاتم النبیین نمبر شائع کیا، جس میں دھوکہ دہی کی انتہا کردی۔ دجل وکذب کا شاہکار یہ اخبار سامنے آیا تو دنیا نے دیکھا کہ نام خاتم النبیین اور اندر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ نبوت جاری ہے۔ اف اللہ! حد ہوگئی علمی بددیانتی کی کہ خاتم النبیین کے نمبر کے نام سے اجراء نبوت کا اثبات، اجراء نبوت کے اثبات کو خاتم النبیین کا نام دینا گویا جاہل کو مولوی فاضل اور اندھی کو نور بھری قرار دینے کی کوشش تھی۔ قادیانیوں کے اس دجل پر سب سے پہلے ہمارے جن مخادیم نے امت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا وہ حضرت مولانا محمد نافع اور پھر مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ تھے۔ مولانا محمد نافع تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں گرفتار بھی رہے۔ پہلے جھنگ پھر لاہور بورسٹل جیل میں تین ماہ سنت یوسفی کو زندہ کیا۔ آپ ختم نبوت کے نہ صرف قدردان تھے بلکہ ہر دم باخبر رہتے تھے اور غائبانہ دعاؤں سے اس محاذ پر کام کرنے والوں کی ڈھارس بندھواتے تھے۔ وہ کیا گئے، دنیا نے انہیں کیا زیر زمین کیا، کہ علم وفضل کا خزانہ پوشیدہ ہوگیا سو سال عمر پائی آخر وقت تک دل ودماغ، حافظہ، علوم کا استحضار حیرت انگیز طور پر برابر کام کر رہا تھا۔ ۳۰ دسمبر کی رات دس بجے فوت ہوئے ۳۱ دسمبر غروب آفتاب کے وقت تدفین کا عمل مکمل ہوا۔ دنیا نے عجائبات زمانہ سے یہ بھی دیکھا کہ آفتاب آسمان اور مہتاب علم ایک ساتھ غروب ہوئے ان کے غروب کے بعد اندھیرا ہو گیا یا اندھیرے کی گھٹا چھائی یہ قارئین پر چھوڑتا ہوں۔ لاکھوں لاکھ افراد جنازہ میں شریک ہوئے۔ مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نے جنازہ پڑھایا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃً واسعۃ۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

دعوت و تبلیغ کا کام!

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی (امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

حضرت امیر مرکزیہ کے یہ تاثرات اُن کی کتاب ''خطبات حکیم العصر'' سے ماخوذ ہیں: مفتی رب نواز، احمد پور شرقیہ

ہر زبان میں تبلیغ کی محنت ہو رہی ہے:

''دین کا پھیلاؤ تبلیغ سے ہے، تبلیغ کے ساتھ دین کا پھیلاؤ ہے کہ ہمارے اکابر کی بنائی ہوئی اس جماعت نے اللہ کے فضل و کرم سے دنیا کی کوئی زبان ایسی نہیں جس زبان میں تبلیغ نہ ہوتی ہو اور شاید دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں ہمارے یہ بستر اُٹھانے والے درویش نہ پہنچے ہوں اور جا کے وہاں دین کی بات نہ پہنچائی ہو۔ اتمامِ حجت ہو گیا اور خشکی کے آخری کناروں تک کیا سمندروں میں بھی یہ بات پہنچ گئی تو دین کا پھیلاؤ تبلیغ کے ساتھ ہے۔''

(خطبات حکیم العصر جلد ۹ صفحہ ۲۳۸)

تبلیغی محنت ہر ملک میں ہو رہی ہے:

''جہاں تک دین کے پھیلاؤ کا تعلق ہے تو دین کا پھیلاؤ تبلیغ کے ساتھ ہے، دین پھیلتا تبلیغ کے ساتھ (ہے)، جیسے بستر ے اُٹھانے والے ہمارے مبلغین دین نے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے اپنے اصول و ضوابط کی پابندی کرتے ہوئے پوری روئے زمین پر خشکی کے آخری کناروں تک، سمندروں کے کناروں تک اس دین کو پہنچا دیا، کوئی ملک اور کوئی جگہ آپ کو خالی نظر نہیں آئے گی جہاں یہ پہنچے ہوئے نہیں ہیں، یہ ہمارے بس کی بات نہیں جو کام یہ کر رہے ہیں یہ ہمارے بس میں نہیں ہے کہ دنیا کے کونے کونے میں دین پہنچ گیا، یہ تبلیغ کی برکت ہے۔'' (خطبات حکیم العصر جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۳)

تبلیغی محنت کے ثمرات:

''تبلیغی جماعت کے اثرات دنیا کے گوشے گوشے میں نمایاں معلوم ہوتے ہیں اور عوام الناس میں تبلیغی جماعت نے بہت شعور و ادراک اور بہت دینی حس پیدا کر دی ہے بڑے بڑے بدمعاش اس تبلیغ کی برکت سے دین دار اور پکے سچے نمازی بن گئے ہیں۔ اس لیے میں آپ حضرات کو تلقین کرتا ہوں کہ آپ لوگ تبلیغی جماعت کے ساتھ وقت لگایا کریں، لیکن طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ دوران تعلیم نہ جائے بلکہ اپنے اسباق وغیرہ کو محنت اور ذوق، شوق سے پڑھے اور چھٹیوں کے دوران جماعت میں ضرور جایا کریں۔ کیونکہ جماعت میں عمل کی بہت عادت پڑتی ہے اور جب انسان کچھ وقت جماعت میں گزارتا ہے تو برے ماحول سے بھی کٹ جاتا ہے اور اچھے ماحول میں وقت گزار کر نیکی کی اس کو ترغیب ہوتی ہے۔'' (مجالس حکیم العصر صفحہ ۱۰)

تبلیغی کام کی اہمیت و افادیت:

''آج اسی طرح سے دین نیا نویلا موجود ہے جس طرح سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا۔ قرآن وہی ہے حدیث وہی ہے اور علماء کی مرتب کی ہوئی فقہ اسی طرح سے چلی آرہی ہے تو اس کا علم حاصل کریں، علم حاصل کرنے کے بعد ایمان کی تفصیل جانیں۔ لیکن اگر بچپن میں یہ تفصیل نہ جان سکے تو اب اس کلمے کو جاننے کا طریقہ یہی ہے جو ہمارے بزرگوں نے ایک طریقہ جاری کر دیا، مل بیٹھا کرو کچھ وقت اپنے گھر سے فارغ کرکے اس جماعت کے ساتھ گزارا کرو۔ یہ آپ کا کلمہ بھی صحیح کروائیں گے، یہ آپ کی نماز بھی صحیح کروائیں گے اور آپ کے دل میں دین کی محبت پیدا کریں گے اور آپ کے اندر اطاعت کا شوق بھی ہوگا۔ اگر آپ حضرات نے کچھ تفصیل اس بارے میں جانی ہو تو آپ یہاں ڈاکو ولی اللہ بنتے ہوئے دیکھیں گے، فاسق فاجر لوگ یہاں اولیاء اللہ ہوتے ہوئے دیکھیں گے، اس لیے ان میں شامل ہونا، ان کے ساتھ بیٹھنا یہ دین و ایمان کے حاصل کرنے کی ایک بہت ہی اچھی صورت اور آسان طریقہ ہے۔ اس لیے آخر میں، میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ زیادہ وقت نہیں دے سکتے تو جو جماعت کا طریقہ ہے جمعرات کو لازماً پابندی کیا کرو اور اسی طرح کچھ نہ کچھ وقت نکال کر تین دن، دس دن، چلہ جو بھی ہے آپ اس میں لگائیں تو چند دن ساتھ گزارنے کے بعد آپ کو خود احساس ہوگا کہ واقعتاً اس مجلس میں بیٹھنے اور ان کے ساتھ چلنے پھرنے اور گھروں سے باہر نکلنے اور اچھی صحبت میں رہنے سے یقیناً ایمان میں جلا پیدا ہوتی ہے ایمان میں چمک پیدا ہوتی ہے۔'' (خطبات حکیم العصر جلد ۵ صفحہ ۰۷)

تبلیغی کام کے اثرات اطرافِ عالم میں:

''اب یہ جو تحریک اُٹھی تھی، دیوبند نے تبلیغ کے نام سے دنیا کے اندر ایمان کو کس طرح سے تقسیم کیا ہے اور لوگوں کو پکڑ پکڑ کے ایمان کی طرف کیسے لائے ہیں۔ اس کے نتائج آپ سب لوگوں کے سامنے ہیں اور خاص طور پر اس وقت اس محنت کی قدر و قیمت ہوتی ہے جب انسان یورپ میں جا کر دیکھتا ہے اور دوسرے ملکوں میں جا کے دیکھتا ہے۔ میں جس وقت انگلینڈ میں گیا، جا کے یہ مرکز دیکھے اور یہ اثرات دیکھے تو اللہ کا شکر ادا کیا کہ ہمارے بزرگوں کا فیض یہاں تک پہنچا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ دنیا کو کتنا ایمان کا رستہ دکھایا ہے اور کس طرح سے لوگوں کو جہنم سے بچانے کے لیے کوشش کی ہے۔ اس لیے میں درخواست کروں گا

آپ سب حضرات سے کہ اس جماعت کے ساتھ وقت لگایا کرو، آیا کرو آ کے ایمان سیکھو اور سیکھنے کے بعد دوسروں کو بھی ترغیب دے کے اس طرف لانے کی کوشش کرو تا کہ جس طرح سے ہم خود جہنم سے بچنے کی کوشش کریں اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کریں تو آپ لوگ خود دنیوی کاروبار میں لگے ہوئے ہیں۔ دکانوں پہ بیٹھتے ہیں، ملازمت ہے سارے کا سارا وقت ایسے ماحول میں گزرتا ہے جس میں دین و ایمان کی بات کم ہوتی ہے یا ہوتی نہیں سرے سے۔ اس لیے کچھ وقت نکال کر آپ اس ماحول میں آجایا کریں اپنے ماحول کو چھوڑ دیا کریں تو جس وقت آپ اس ماحول میں بیٹھیں گے ایمان کی بات سنیں گے آپ کا ایمان بھی تازہ ہوگا اور پھر دوسروں تک پہنچانے کی توفیق بھی ہوگی تو جتنی نیکیاں وہ کرے گا ساری کی ساری آپ کے حصے میں بھی آتی چلی جائیں گی۔ اس لیے یہ التزام عام آدمی کے لیے تو خصوصیت کے ساتھ ضروری ہے کہ وہ وقت نکال کے آئیں تا کہ ایمان سیکھیں، ایمان کو مضبوط کریں اور پھر اس کو آگے پھیلانے کی کوشش کریں۔" (خطبات حکیم العصر جلد ۵ صفحہ ۷)

تبلیغی جماعت کی اہمیت:

"یہ ہمارے تبلیغی جماعت والے جو آپ کو گھروں سے نکالا کرتے ہیں یہ اسی لیے نکالا کرتے ہیں کہ گھروں میں رہتے ہوئے آپ کا ایک ماحول بنا ہوا ہے اور اس ماحول میں رہتے ہوئے آپ کو عادت بدلنی مشکل ہوتی ہے۔ جب اس ماحول سے آپ کو کاٹ لیا جاتا ہے اور ایک اچھے ماحول میں لے جاتے ہیں تو چالیس دن کی خصوصیت ہے کہ اگر وہ شخص چالیس دن تک یہ کام کرتا رہے تو اس کی عادت پڑ جاتی ہے، چالیس دن کے بعد انسان کا مزاج بدل جاتا ہے۔ اس لیے سہ روزہ، دس روزہ اور چلہ جو لگواتے ہیں اس لیے لگواتے ہیں کہ انسان کو نماز کی عادت پڑ جائے گی، اپنے ماحول کو چھوڑ کر مسجد کے ماحول میں آجائے گا۔ دعائیں یاد ہو جائیں گی، دعائیں کرنے لگ جائے گا۔ تو یہ برے لوگوں کی اصلاح کا بہترین طریقہ ہے۔ اس میں یہی بات ہے کہ ماحول بدلا جاتا ہے برے ماحول سے نکال کر ان کو اچھے ماحول میں لے آتے ہیں۔ جس کی بنا پر پھر اس پر اچھے اثرات پڑتے ہیں۔ اس لیے ہمیشہ تعلق ان لوگوں سے رکھو تو آپ کو صحیح رہنمائی ملے گی اور صحیح رہنمائی ملنے کے ساتھ پھر آپ کا ایمان درست ہوگا۔" (خطبات حکیم العصر ۸/۲۱۸)

تبلیغی جماعت کا واقعہ:

"ہمارے زمانہ طالب علمی میں تبلیغی جماعت کے ایک بزرگ ابو یونس مولانا عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ ٹنڈو الہ یار میں رہتے تھے اور بہت مستجاب الدعوات بزرگ مشہور تھے، انہوں نے ایک واقعہ سنایا کہ ہم نے بنگال میں ایک اجتماع منعقد کیا اور ایک جماعت اس اجتماع میں شرکت کے لیے جا رہی تھی تو سورج غروب ہو گیا بارش ہونے لگی اور گہرے بادلوں کے اندھیرے کی وجہ سے وہ راستہ بھول گئے تو اس پریشانی کے عالم میں اُن کا امیر کہتا "اللہ کی رحمت پر اُمید رکھو ہمت نہ ہارو!" وہ امیر یہ الفاظ کہہ کر اُن کا حوصلہ بڑھاتا تھا اور اُس بارش میں وہ چل رہے تھے، تھوڑی دیر میں دیکھا کہ دو شخص آئے ان کے ہاتھوں میں گیس (لالٹین) تھا، وہ ان کے ساتھ شامل ہو گئے اور ان کو سیدھے راستے پر ڈال دیا اور چلتے چلتے جب وہ اجتماع کی جگہ کے قریب پہنچے تو اُن کو جگہ دکھا کر واپس جانے لگے۔ جب واپس جانے لگے تو امیر نے اُن کو پکڑ لیا اور کہا کہ تم کون ہو جو اس مشکل وقت میں ہمارے کام آگئے؟ تو وہ کہنے لگے یہ آپ کی ہمت ہے۔ میں اللہ کی رحمت ہوں۔ اللہ نے ہمیں آپ کی مدد کے لیے بھیجا تھا۔ اب یہاں پر اللہ تعالیٰ نے ہمت اور مدد کو ظاہری شکل میں متشکل کر دیا اور ان کی ہمت اور اللہ کی رحمت ان کے لیے اللہ کی مدد کا ذریعہ بن گئی۔" (خطبات حکیم العصر جلد ۳ صفحہ ۱۱۶)

تبلیغ والے جہاد کے مخالف نہیں:

"ایک دفعہ ہم اپنے ایک دوست کے ساتھ (وہ بھی موجود ہیں جن کے ساتھ ہم) آج سے کوئی پندرہ، سولہ سال پہلے جب افغانستان میں نئی نئی جنگ شروع ہوئی تھی ہم گئے تھے۔ تو ہم ہرات کے گورنر ہاؤس میں بیٹھے تھے، گورنر صاحب غالباً اُن کا نام احمد یار تھا جو بعد میں شہید ہو گئے وہ بھی بیٹھے تھے بعض مجاہد وہاں اور بیٹھے تھے انہوں نے یہ بات ذکر کی کہ تبلیغی جماعت والے ہماری مخالفت کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ بھائی ایسا نہیں ہے ہر آدمی کے نزدیک اپنے کام کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے اور اس اہمیت کی بنا پر وہ ایسے لگتا ہے جیسے دوسرے کام کو اہمیت نہیں دیتا۔ ہر آدمی کے لیے جو کام وہ کرتا ہے اس کی اہمیت اس کے سامنے نمایاں ہے ایسے لگتا ہے جیسے اس کے علاوہ اس کو کوئی کام ہی نہیں۔" (خطبات حکیم العصر جلد ۹ صفحہ ۲۳۹)

تبلیغ بھی اک اہم شعبہ ہے:

"بہر حال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ دین کے سارے شعبے اپنی جگہ اہم ہیں، ایک دوسرے کے خلاف نہ چلیں۔ جہاں جہاں جس کو مناسبت ہے (وہاں لگ جاؤ) تبلیغ سے مناسبت ہے تبلیغ میں لگ جاؤ، جہاد سے مناسبت ہے جہاد میں لگ جاؤ، مدارس میں پڑھنے پڑھانے کی صلاحیت ہے تو ادھر آجاؤ۔"
(خطبات حکیم العصر جلد ۱۱ صفحہ ۳۵۳)

آخری بات:

"مدارس اپنی جگہ اہم، تبلیغ اپنی جگہ اہم اور جہاد اپنی جگہ اہم اور یہ سارے شعبے اُمت کے اندر جاری ہوں گے تو ان شاء اللہ دین کا غلبہ ہوگا اور ہو کے رہے گا، ان شاء اللہ تبلیغی جماعت والے بھی اپنے ہیں۔ اللہ ان کی حفاظت فرمائے اور برکت دے (آمین) ہر زبان میں ہر ملک میں الحمد للہ کام جاری ہے۔" (خطبات حکیم العصر جلد ۹ صفحہ ۲۳۹) ★★

وزیر اعظم کا خطاب اور دینی مدارس!

مولانا محمد حنیف جالندھری (جنرل سیکرٹری وفاق المدارس)

سانحہ پشاور کے بعد قومی سلامتی پالیسی کی تشکیل نو میں جس طرح مدارس کو زیر بحث لایا جاتا رہا اس پر پاکستان بھر کے دینی مدارس، مذہبی طبقے بلکہ پوری قوم میں تشویش واضطراب کی کیفیت پائی جاتی رہی لیکن آل پارٹیز کانفرنس کے بعد وزیر اعظم پاکستان نے اپنی نشری تقریر میں جب یہ اعلان کیا ہے کہ مدارس کے حوالے سے کسی بھی فیصلے سے قبل ''وفاق المدارس'' سے مشاورت کی جائے گی، وزیر اعظم پاکستان جناب میاں محمد نواز شریف صاحب نے یقین دہانی کرائی ہے کہ پریشانی کی بات نہیں ہے، ہم مدارس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں گے۔ اس اعلان پر ملک بھر میں اطمینان کی کیفیت دیکھنے میں آئی اور اس اعلان کو حکومت کی دانش مندی اور بالغ نظری قرار دیا گیا۔

البتہ اس موقع پر وزیر اعظم کی طرف سے جو ایکشن پلان سامنے آیا اس کے تحت مدارس سے متعلق دو اہم امور کا ذکر کیا گیا ہے:

(۱) مدارس کی رجسٹریشن۔

(۲) مدارس کو ضابطہ بندی میں لانا۔

اس بارے میں چند امور کی وضاحت ضروری ہے:

۱:...مدارس کی رجسٹریشن:

یاد رہے کہ ۱۹۹۴ء سے لے کر ۲۰۰۴ء تک حکومت کی طرف سے مدارس دینیہ کی رجسٹریشن پر پابندی عائد رہی۔ اس دوران مدارس کی قیادت اور مدارس کے ذمہ داران بار بار حکومتوں سے درخواستیں کرتے رہے لیکن کوئی درخواست درخور اعتناء نہ سمجھی گئی پھر نائن الیون کے واقعہ کے بعد جب مدارس دینیہ عالمی اور مقامی حکومتوں کی توجہ کا مرکز بنے تو مدارس زیر بحث آئے۔ اس وقت کی طویل بحث و تمحیص کے بعد باقاعدہ طور پر آرڈی نینس جاری کیا گیا اور اس کی روشنی میں تقریباً سب مدارس نے رجسٹریشن کروائی بعض مدارس جو بہت ہی دور افتادہ یا پسماندہ علاقوں میں ہیں اگر ان کی رجسٹریشن نہیں ہو سکی تو اس میں مدارس کی انتظامیہ کا کوئی قصور نہیں جبکہ بعض مدارس کی رجسٹریشن ہمارے ہاں بیوروکریسی کے روایتی رویوں اور ہتھکنڈوں کی نذر بھی ہوئی۔ اس میں ارباب مدارس کا کوئی قصور نہیں بلکہ رجسٹریشن کے راستے میں روڑے اٹکانے والوں کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔

۲:...مالیات کا مسئلہ:

مدارس دینیہ کے بارے میں بار بار الزام عائد کیا جاتا ہے کہ ان کے فنڈنگ کے ذرائع معلوم نہیں۔ اس بارے میں واضح رہے کہ مدارس مقامی اور غیر مقامی کسی بھی حکومت، ریاست یا کسی بھی ادارے سے کسی قسم کا تعاون وصول نہیں کرتے بلکہ اہل خیر مسلمانوں کے انفرادی تعاون سے خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ اس بارے میں بھی ۲۰۰۴ء میں اتفاق رائے پیدا ہوگیا تھا کہ تمام مدارس آڈٹ

دفاع ختم نبوت کانفرنس، لاچی

کوہاٹ، لاچی (محمد احتشام) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع کوہاٹ کے زیر اہتمام جامع مسجد سروان لاچی میں بعد نماز ظہر کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا محمد آصف کے ہاں باندہ فتح محمد خان میں نماز ظہر سے قبل بہترین ضیافت کا اہتمام تھا بعد نماز ظہر لاچی کی طرف رخت سفر باندھ لیا۔ تلاوت اور نعت رسول مقبول سے کانفرنس کا آغاز ہوا۔ مولانا مفتی ابرار سلطان (سابق ایم این اے) کا مختصر مدلل اور پُر مغز بیان ہوا۔ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوہاٹ مولانا مجاہدین نے جماعتی نظم اور کام کے حوالے سے مختصر بات کی، آخری خطاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے کیا۔ مولانا نے مقامی علماء کرام، عوام الناس کے جم غفیر کو مبارکباد پیش کی اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جمع ہونا کوئی معمولی بات نہیں، یہ بہت بلند اور اونچی نسبت ہے۔ خوش بخت اور سعادت مند لوگوں کو یہ نسبت ملتی ہے۔ آیئے اس نسبت کی پاسداری کے لئے اپنے آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا محافظ بنائیں۔ کوہاٹ کے شیخ الحدیث مدظلہ کی دعا پر پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

کروائیں گے اور الحمدللہ مدارس نے اس کا اہتمام بھی شروع کر دیا لیکن اس میں بھی دوبارہ وہی سسٹم کی خرابیاں آڑے آرہی ہیں کہ مدارس کے ساتھ بینکنگ کی دنیا میں امتیازی رویوں کا سامنا ہے، عملی طور پر تمام بینکوں میں مدارس کے اکاؤنٹ کھولنے پر پابندی ہے مدارس کے ذمہ داران کو بینکوں کی طرف سے مطلوبہ جملہ دستاویزات مہیا کئے جانے کے باوجود اکاؤنٹ نہیں کھولے جاتے۔ ہم نے اس سلسلے میں اسٹیٹ بینک آف پاکستان اور وزارت خزانہ کو بار بار خطوط لکھے اور ان سے مطالبہ کیا کہ مدارس کے اکاؤنٹ کھولنے پر سے غیر اعلانیہ پابندی ختم کی جائے تاکہ حکومت خود مدارس کے مالیاتی سسٹم پر چیک رکھ سکے اور اگر کسی بھی مدرسہ کے بارے میں ایسے کوئی ثبوت اور شواہد ملیں تو ان کے بارے میں مدارس کے نمائندہ وفاقوں کو آگاہ کیا جائے لیکن چونکہ ایسا کرنے سے شور کرنے اور پروپیگنڈہ کرنے کا موقع ہاتھ سے نکل جاتا ہے اس لئے ایسا نہیں کیا جاتا اور مدارس کے اکاؤنٹ تک نہیں کھولنے دیئے جاتے۔

۳:...مدارس کا نصاب ونظام:

اس بارے میں بھی اتفاق رائے پیدا ہوگیا تھا تاہم اس کے باوجود الحمدللہ مدارس کی نصابی کمیٹیاں وقتاً فوقتاً نصاب میں بہتری لانے کا اہتمام کرتی ہیں، اس میں دینی اور عصری تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ترمیم کی جاتی ہے، اس بارے میں بار بار یہ بات واضح کی گئی دینی نصاب میں ترمیم وتبدیلی تو کسی کے ایجنڈے کے تحت نہ کی جاتی ہے اور نہ ہی قبول کی جائے گی البتہ دینی مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے دینی نصاب میں بھی تبدیلی کا عمل جاری ہے جبکہ عصری نصاب کے حوالے سے بھی کافی پیش رفت ہو چکی ، اکثر مدارس میں میٹرک تک عصری مضامین کو بھی شامل نصاب کیا گیا ہے لیکن یہاں پھر وہی مسئلہ کہ ہمارے سسٹم کی خرابیاں آڑے آجاتی ہیں یہاں چپچی کی ملیاں کے کسی ادارے کی مثال نہیں بلکہ وفاقی دارالحکومت کے سب سے بڑے ادارے جامعہ فریدیہ کا معاملہ یہ ہے کہ یہ ادارہ گزشتہ دو سال سے فیڈرل بورڈ سے عصری تعلیم کے لئے الحاق کی کوشش کر رہا ہے اور اس کا الحاق تا حال قبول نہیں کیا گیا۔

اس تمام تفصیل کا مقصد یہ بتانا ہے کہ دینی مدارس ریاستی اداروں کے ساتھ ہر ممکن تعاون کے خواہاں ہیں، ہر طرح کی مثبت تبدیلیوں کا خیر مقدم کرتے ہیں، ہر موقع پر مزاحمت کے بجائے مفاہمت کا طرز عمل اپناتے ہیں لیکن دوسری طرف سے مدارس کو مسلسل ہدف تنقید بنایا جاتا ہے۔

ہم سمجھتے ہیں حکومتی پالیسیوں میں عدل و انصاف اور غیر جانبداری کا خصوصی اہتمام ہونا چاہئے اور دوہرے معیار سے ہر قیمت پر گریز کیا جانا چاہئے، رجسٹریشن بالکل بجا لیکن مدارس کے ساتھ ساتھ گلی محلوں میں تعلیم کے نام پر تجارت کرتے اداروں کی بھی رجسٹریشن ہونی چاہئے ،ناجائز زمینوں پر قبضہ کر کے اگر کوئی کمرشل ادارہ بنا ہو یا کسی نے بھی قبضہ کیا ہو اسے واگزار کروایا جانا چاہئے ،مدارس کے ساتھ ساتھ مغرب سے فنڈ لینے والی این جی اوز کی آمدن کی بھی مانیٹرنگ لازم ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ انتہا پسندی کے خاتمے کی کوششوں میں انتہا پسندی سے گریز کرنا چاہئے اور تشدد کی روک تھام کرتے کرتے خود ہی متشددانہ طرز عمل نہیں اپنا لینا چاہئے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ دیر آید درست آید کے مصداق حکومتی ذمہ داران کی طرف سے مدارس کی قیادت اور حکومتی ذمہ داران کا جو مشترکہ اجلاس طلب کیا گیا وہ خوش آئند ہے اور امید کی جاسکتی ہے کہ اس کے مثبت اور دور رس اثرات مرتب ہوں گے۔ تاہم کسی قسم کے مذاکرات سے قبل اور اعلیٰ سطح پر مدارس بارے پالیسی کی تشکیل سے قبل مدارس کو بلاوجہ ہراساں کرنے اور چھاپے مارنے کا سلسلہ فی الفور بند ہو جانا چاہئے۔

☆☆..................☆☆

درس ختم نبوت، گمبٹ

کوہاٹ، گمبٹ .... (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ ضلع کوہاٹ کے زیر اہتمام بعد نماز مغرب گمبٹ جامع مسجد قاضیان والی میں درس ختم نبوت کا پروگرام رکھا گیا۔ نماز مغرب سے متصل تلاوت اور امیر مجلس کوہاٹ کی ترغیبی گفتگو اور مولانا عبدالواحد کے کلمات تشکر وامتنان کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد کا خطاب شروع ہوا۔ مولانا نے اپنے درس میں فکر آخرت پر زیادہ زور دیا۔ مولانا نے کہا: سب سے قیمتی چیز ایمان ہے، آج ہمیں اس کی حفاظت کی فکر نہیں ہے جو مال ہم نے سنبھال کر ساتھ لے جانا ہے اس کی فکر نہیں اور جو مال ساتھ جانے والا نہیں ہے، اس کو سنبھال سنبھال کر محفوظ کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ میرے دوستو اور عزیزو! ایمان، عشق رسالت، محبت رسول ہماری اساس ہے، حب اصحاب رسول ہماری متاع ہے، اس کی فکر ہم سب کی انتہائی ذمہ داری ہے، آیئے آج کے پروگرام کے حوالہ سے طے کریں کہ ہم اپنے مال، جان، عزت و آبرو کے ساتھ ایمان اور اسلام کی حفاظت، ناموس رسالت کے دفاع کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہیں۔ اللہ کریم پروگرام منعقد کرنے والوں کے اہتمام کو قبول فرما کر ہم سب کے لئے نافع بنائے۔ آمین۔

اتحادِ مجلس علمائے اسلام پاکستان!

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

انگریز کے ہندوستان پر قبضے کے بعد حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ؒ نے فتویٰ دیا کہ ہندوستان دارالحرب ہے اور اہل ہندوستان پر جہاد فرض ہے۔ اس فتویٰ کی تعمیل اور اس فرض جہاد کی تکمیل کے لئے سیدین شہیدین حضرت مولانا سید احمد شہید ؒ اور حضرت سید اسماعیل شہید ؒ نے سکھوں کے خلاف جہاد کیا، جس میں انہوں نے اپنی جانوں کی قربانی پیش کی۔ کچھ وقفہ کے بعد ان کی روحانی اولاد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ؒ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی ؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ؒ، حضرت مولانا حافظ ضامن شہید ؒ نے عملی طور پر انگریز کے خلاف جہاد کیا اور ۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی میں حضرت ضامن صاحبؒ شہید ہوئے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ؒ نے اس جہاد کی پاداش میں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہٗ نے حرمین شریفین کی طرف ہجرت کی اور وہاں ہند کے مسلمانوں کے ایمان واعتقاد کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں اور التجائیں کرتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی ؒ کی تحریک اور معاونت سے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی گئی۔ اس کے بعد آپ کے شاگرد رشید شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن ؒ نے چالیس سال سے زائد عرصہ دارالعلوم دیوبند میں تدریس کے بعد ایک ایسی جماعت تیار کرلی جس کا ہر فرد ہمہ جہت ہونے کے باوصف اپنے اپنے میدان میں سرخیل اور مقتدا سمجھا اور مانا جاتا تھا۔ خود حضرت شیخ الہند ؒ نے تحریک ریشمی رومال تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات ہر ایک میں نہ صرف یہ کہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، بلکہ اس کے لئے انہوں نے تین سال سے زائد عرصہ مالٹا کی جیل بھی کاٹی۔

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ نے تدریس کے ساتھ ساتھ سیاسیات میں حضرت شیخ الہند ؒ کی میراث کا حق ادا کیا۔ حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی ؒ نے تصوف وسلوک اور تصنیف وتالیف میں اپنا لوہا منوایا۔ حضرت مولانا عبید اللہ سندھی ؒ نے اپنے استاذ شیخ الہند ؒ کی تحریک کو عروج تک پہنچانے میں کردار ادا کیا۔ حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی ؒ بانی تبلیغی جماعت نے تبلیغی جماعتوں کو اکناف عالم تک پہنچایا۔ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی ؒ نے مفسر قرآن ہونے کے علاوہ سیاست میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ آپؒ ہی کی کوششوں اور کاوشوں سے قائد اعظم محمد علی جناح صاحب کو تقویت اور تحریک پاکستان کو کامیابی ملی۔ حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری ؒ جن کے بارہ میں علامہ اقبال ؒ نے کہا: ''پانچ سو سال میں علامہ انور شاہؒ جیسا کوئی انسان پیدا نہیں ہوا''۔ انہوں نے قرآن وحدیث کی خدمت اور نشر واشاعت کے علاوہ تحریک تحفظ ختم نبوت کی طرف اپنے شاگردوں اور علمائے کرام کو متوجہ کیا اور بنفس نفیس حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور تقریباً پانچ سو علمائے کرام کو بھی شاہ صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت کرایا۔

خلاصہ یہ کہ دارالعلوم دیوبند کے روحانی ابناء نے ہر میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیے۔ ہر علمی میدان اور مورچہ کو سنبھالا اور امت مسلمہ کو فتنوں سے بچایا۔ فن تدریس ہو یا فن تقریر، مناظرہ کا میدان ہو یا مباہلہ کا، تبلیغ اسلام کا فریضہ ہو یا جہاد کا۔ اسلام پر باہر سے کسی نے حملہ کیا ہو یا اسلام میں گھس کر کسی نے اسلام کو کمزور کرنے کی کوشش کی ہو، ہر ایک مقام اور ہر میدان میں علمائے دیوبند نے سینہ تان کر سب کا مقابلہ کیا۔ اسی بنا پر ان کی الگ الگ تنظیمیں اور جماعتیں بنتی گئیں۔ حقیقت کے اعتبار سے تو سب ایک ہی ہیں اور سب دین اسلام کا ہی کام کررہے ہیں، لیکن انداز اور اہداف مختلف رہے ہیں۔

اب چونکہ دشمنان اسلام ایک ہوچکے ہیں اور سب مل کر دین اسلام کو مٹانے اور بے وقعت کرنے کے درپے ہیں، اور پاکستان کو باوجود اپنی اندرونی کمزوریوں اور خلفشار کے بیرونی دنیا میں اسلام کا قلعہ سمجھا اور کہا جاتا ہے، اس لئے مغرب، دین اسلام کی روح کو مٹانے اور اس ملک کو افراتفری میں مبتلا کرنے کے لئے اکٹھا ہوچکا ہے۔ ضرورت تھی کہ ابتداء کم از کم علمائے دیوبند کی تمام تنظیمیں اور جماعتیں متحد ہوں اور اس کے بعد تمام مسالک اور مکاتب فکر سے رابطہ کرکے ان کو ایک پلیٹ فارم پر

لاکر تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت کی یادوں کو تازہ اور دین اسلام کے دشمنوں کا مقابلہ کیا جائے۔ اس لئے ماہنامہ ''بینات'' کے گزشتہ شمارہ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ مطابق دسمبر ۲۰۱۴ء کے اداریہ ''خوش آئند اقدام'' کے تحت لکھا گیا تھا کہ دیوبند مکتب فکر سے وابستہ تمام دینی، مذہبی اور سیاسی جماعتوں، تنظیموں اور اداروں کے سربراہوں اور قائدین کی مشاورت سے ایک اتحاد قائم کیا گیا ہے، جس کے سربراہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم العالیہ کو بنایا گیا ہے۔ اس اتحاد کا آٹھ نکاتی ایجنڈا بھی تحریر کیا گیا تھا۔ اب مؤرخہ ۱۶ر صفر المظفر ۱۴۳۶ھ مطابق ۹ر دسمبر ۲۰۱۴ء بروز منگل اس کا دوسرا سربراہی اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر حفظہ اللہ بمقام دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان منعقد ہوا، جس میں درج ذیل حضرات شریک ہوئے:

حضرت مولانا سید عطاء المؤمن شاہ صاحب بخاری سربراہ رابطہ کمیٹی مجلس علمائے اسلام پاکستان، حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضرت مولانا حافظ حسین احمد صاحب مرکزی سیکرٹری اطلاعات جمعیت علمائے اسلام (ف)، حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی سربراہ اہلسنت والجماعت پاکستان، حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان، حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب مرکزی راہنما جمعیت علمائے اسلام (س)، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں سیکرٹری جنرل اہلسنت والجماعت پاکستان، حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب سربراہ شریعت کونسل پاکستان، حضرت مولانا مفتی محمد جامعۃ الرشید کراچی، حضرت مولانا امداد اللہ صاحب ناظم تعلیمات جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی، حضرت مولانا محمد طیب صاحب پنج پیر، مولانا محمد عمر قریشی صاحب، حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضرت مولانا عبدالغفار تونسوی صاحب، مولانا الطاف الرحمن، مولانا سید محمد کفیل شاہ بخاری، مولانا اشرف علی، مفتی حبیب الرحمن درخواستی سربراہ مجلس علمائے اہلسنت، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری ثالث، مولانا بشیر شاہ رہنما جمعیت علمائے اسلام اور دیگر علمائے کرام۔

راقم الحروف بھی اس اجلاس میں شریک تھا۔ پہلی نشست کا دورانیہ ایک بجے تک رہا۔ کھانے اور نماز کے وقفہ کے بعد دوسری نشست چار بجے تک جاری رہی۔ اس اجلاس کا آغاز مولانا محمد عمر قریشی صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد حضرت مولانا عطاء المؤمن شاہ بخاری حفظہ اللہ نے حاضرین مجلس کے سامنے اب تک منعقدہ اجلاسوں کی کارروائی کا خلاصہ پیش کیا۔ صدر اجلاس حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم نے اپنے مختصر صدارتی خطاب میں تاریخی واقعات کی روشنی میں اتحاد واتفاق کی اہمیت اور ضرورت پر زور دیا۔ رابطہ کمیٹی نے کچھ سفارشات اور تجاویز مرتب کی تھیں، صدر اجلاس کی اجازت سے ان سفارشات اور تجاویز کو منظوری کے لئے حاضرین اجلاس کے سامنے پیش کیا گیا، بحث وتمحیص کے بعد متفقہ طور پر ان کی منظوری دے دی گئی۔ وہ سفارشات وتجاویز درج ذیل ہیں:

۱- اس اتحاد کا نام ''مجلس علماء اسلام پاکستان'' ہوگا۔ ۲- اتحاد کی ایک جنرل کونسل قائم کی جائے گی، جس میں چھوٹی بڑی تمام جماعتوں کے سربراہوں کو شریک کیا جائے گا۔ ۳- سپریم کونسل کا حجم کم سے کم رکھا جائے گا جو کل اکیس افراد اور شخصیات پر مشتمل ہوگی، جس میں نو جماعتوں کے سربراہان سمیت دیگر علمی شخصیات شریک ہوں گی۔ مجوزہ سپریم کونسل میں شامل جماعتوں کے نام درج ذیل ہیں:

۱:...... جمعیت علمائے اسلام (ف)، ۲:...... جمعیت علمائے اسلام (س)، ۳:...... اہل سنت والجماعت، ۴:...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ۵:...... مجلس احرار اسلام پاکستان، ۶:...... وفاق المدارس العربیہ پاکستان، ۷:...... جمعیت اشاعۃ التوحید والسنۃ، ۸:...... خدام اہل سنت، ۹:...... پاکستان شریعت کونسل۔

اتحاد مجلس علمائے اسلام کی سپریم کونسل میں شریک شخصیات درج ذیل ہوں گی:

۱:...... مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب، ۲:...... مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، ۳:...... مفتی محمد زرولی خان صاحب، ۴:...... ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب، ۵:...... مفتی حمید اللہ جان صاحب، ۶:...... مفتی عبدالرحیم صاحب، ۷:...... مولانا عبیداللہ صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور، ۸:...... مولانا عبدالصمد ہالیجوی صاحب، ۹:...... مفتی محمد نعیم صاحب، ۱۰:...... مولانا سعید یوسف صاحب آزاد کشمیر، ۱۱:...... مفتی غلام الرحمن صاحب، ۱۲:...... مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب۔

۴- اس کے علاوہ گیارہ رکنی رابطہ کمیٹی بنائی گئی، جس کے ارکان یہ ہیں:

۱:...... مولانا سید عطاء المؤمن شاہ صاحب بخاری سربراہ رابطہ کمیٹی، ۲:...... حافظ حسین احمد، ۳:...... قاری محمد حنیف جالندھری، ۴:...... مولانا زاہد الراشدی، ۵:...... مولانا

عبدالرؤف فاروقی، ۶:... مولانا مفتی محمد، ۷:... مولانا اللہ وسایا، ۸:... ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، ۹:... مولانا اشرف علی، ۱۰:... مولانا محمد عمر قریشی، ۱۱:... مولانا الطاف الرحمٰن۔

رابطہ کمیٹی کا متعین دائرہ کار یہ ہوگا:

۱:... سپریم کونسل اور جنرل کونسل کے اجلاسوں کا ایجنڈا اور سفارشات مرتب کرنا۔ ۲:... سپریم کونسل کے اجلاسوں کے فیصلے مرتب کرنا اور ان کی نقول بھجوانا۔ ۳:... آٹھ نکاتی منظور شدہ ایجنڈا کی تکمیل وتنفیذ کے لئے سفارشات مرتب کرنا۔ ۴:... سپریم کونسل اور جنرل کونسل کے اراکین سے رابطہ اور ان کے فیصلوں پر عملدرآمد۔ ۵:... دیگر مکاتب فکر سے رابطے کے لئے کمیٹی قائم کرنا۔ ۵- مجوزہ دائرہ کار کی روشنی میں موجودہ رابطہ کمیٹی کا نام ”ورکنگ کمیٹی“ ہوگا۔

اس اجلاس میں ایک میثاق بھی مرتب کیا گیا تھا، جس کو حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے حاضرین اجلاس کو سنا کر ان سے اس پر عہد لیا کہ:

۱:... ہم آٹھ نکاتی پروگرام کو آگے بڑھانے اور اُسے عملی جامہ پہناتے ہوئے اہل حق کو متحد اور مربوط بنانے کے لئے پرخلوص محنت کریں گے۔ ۲:... ایک دوسرے کے احترام اور باہمی تعاون کی فضا کو مستحکم کرنے کی کوشش کریں گے۔ ۳:... باہمی متنازعہ امور اور مسائل کو عوامی سطح پر زیر بحث لانے سے گریز کریں گے۔ ۴:... اپنے کارکنوں اور رفقاء کی ان امور کے حوالہ سے تربیت اور ذہن سازی کا اہتمام کریں گے۔ ۵:... خدانخواستہ کسی سانحہ کی صورت میں کسی رابطہ یا دعوت کا انتظار کیے بغیر متاثرہ جماعت اور حضرات کے ساتھ بھرپور تعاون کریں گے۔ ۶:... مشترکہ مقاصد کے لئے مشترکہ مجالس اور اجتماعات کا ماحول عام کریں گے اور اس کے لئے عملی اقدامات کریں گے۔ ۷:... سپریم کونسل اور رابطہ کمیٹی کے فیصلوں پر عملدرآمد میں حتی الوسع کسی قسم کی کوتاہی کو روا نہیں رکھیں گے۔ ۸:... مشترکہ آٹھ نکاتی پروگرام کی ہر سطح پر زیادہ سے زیادہ تشہیر کی کوشش کریں گے۔ ۹:... ملک کی عوامی رائے کو اس پروگرام اور ایجنڈے کے لئے ہموار کرنے میں ہر میسر ذریعہ استعمال کریں گے۔ ۱۰:... باہمی شکایات اور تنازعات کو آپس میں مل بیٹھ کر طے کریں گے اور اُسے باہمی دائرے سے باہر لے جانے سے گریز کریں گے۔

تقریباً چار بجے یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا اور اس کے بعد پریس کانفرنس کی گئی، جس میں اس اجلاس کی غرض وغایت اور اہداف کے بارہ میں صحافیوں کو بریفنگ دی گئی اور بتایا گیا کہ مورخہ ۸/ جنوری ۲۰۱۵ء کو علمائے کرام اور خطباء عظام کا ایک بھرپور کنونشن منعقد کیا جائے گا اور اس کے بعد ۱۵/ جنوری کو کراچی میں ایک جلسہ عام ہوگا۔

جب سے دیوبند مکتب فکر کے متحد ومتفق ہونے کی پیش رفت شروع ہوئی ہے، اس دن سے علماء دشمنی میں مبتلا مریضوں کے مرض میں اضافہ اور ان کا اندرونی غیظ وغضب دیدنی ہے۔ کبھی وہ اکابر علمائے دیوبند کے بارہ میں ہفوات بکتے ہیں تو کبھی موجودہ مسلک دیوبند سے وابستہ افراد اور جماعتوں کو نشانے پر رکھتے ہیں۔ خدارا! اس قوم کو مزید آزمائش میں نہ ڈالئے اور ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگانے کے رجحان کو ختم کیجیے۔ تحریک پاکستان کو اب سڑسٹھ سال گزر گئے، اب پرانے ہتھکنڈے ختم کیجیے، پاکستان بننے کے بعد اب صرف پاکستان کی بات کیجیے کہ کس نے پاکستان میں آنے کے بعد کیا کیا؟ اور کیا کرے گا؟ سب مل جل کر وطن کی ترقی اور خوشحالی کے لئے کام کریں، اگر اس دفعہ بھی مذہبی قوتیں متحد نہ ہوئیں تو پھر یہ وقت ہاتھ نہیں آئے گا اور خدانخواستہ قوم بے دینی کے شکنجے میں ایسی کسی اور جکڑی جائے گی کہ کوئی بھی قوت اس کو اس شکنجے سے نہیں نکال سکے گی۔

ایسے صحافی حضرات جو ہمیشہ علماء کرام کو مطعون کرتے اور کوستے رہتے ہیں ان کو بھی سوچنا چاہئے کہ اگر علمائے کرام متحد ومتفق ہورہے ہیں اور انہوں نے اپنے ایجنڈے میں یہ بات شامل کی ہے کہ وہ دوسرے مسالک کے افراد سے بھی رابطہ کریں گے اور ان کی بھی اس ایجنڈے میں شرکت کے لئے کوشش کریں گے، اس سے تو نہ صرف یہ کہ ان کو خوش ہونا چاہئے تھا، بلکہ اپنی بساط کے مطابق اس کو آگے بڑھانے کے لئے اپنا حصہ بھی ڈالنا چاہئے تھا۔ بہرحال استعماری طاقتوں اور ان کے آلہ کاروں نے پاکستان بھر میں فضا ہی ایسی بنادی ہے کہ اگر کہیں کسی فتنہ کی بات ہو اور اس سے فتنہ کی آگ بھڑک سکتی ہو تو اس کو ضرور اچھالا جائے گا۔ صحافی حضرات بھی کالم پر کالم لکھیں گے، الیکٹرانک میڈیا بھی اس پر پروگرام نشر کرے گا اور مباحثے پر مباحثے کرائے گا، لیکن اگر کہیں سے اتفاق واتحاد کی بات چلتی ہے، فتنوں کو بجھانے اور انہیں ٹھنڈا کرنے کی کوشش ہوتی ہے تو اُسے پرنٹ میڈیا ہو یا الیکٹرانک میڈیا اس کو دو کالمی خبر یا دو منٹ کی کوریج بھی نہیں ملتی:

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

☆☆.......................☆☆

اتحاد بین المسلمین

وقت کی اہم ترین ضرورت

گزشتہ سے پیوستہ

محمد متین خالد

علماکرام ومشائخ عظام سے درخواست ہے کہ وہ تحفظ ختم نبوت کی خاطر اتحاد امت کے لئے ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالیں۔ حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و ناموس کے لئے خلوص و یگانگت کا اظہار کریں۔ اختلافی مسائل سے اجتناب کیا جائے۔ کسی فروعی مسئلہ کو انا کا مسئلہ نہ بنایا جائے۔ ''اپنے مسلک کو چھوڑو نہ اور دوسرے کے مسلک کو چھیڑو نہ''! کے اصول پر عمل کیا جائے۔ مسلمانوں کی تکفیر سے گریز کیا جائے۔ زبان اور قلم سے کوئی ناشائستہ اور دل آزار جملہ نہ ادا کیا جائے۔ دینی مدارس کے مہتمم حضرات، مسالک کے خلاف منافرت کے پھیلانے کے رجحان کو سختی سے روکیں۔ مسلک کی تنگ نظر چاردیواری کو توڑ کر قرآن کی تعلیم ''انـمـا المؤمنون اخوۃ'' کا عملی ثبوت پیش کیا جائے:

فرد قائم ربط ملت سے ہے، تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں، اور بیرون دریا کچھ نہیں

گولڑہ شریف (راولپنڈی) کی سرزمین حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ ایسی نابغہ عصر ہستی کی وجہ سے پوری دنیا میں مشہور و معروف ہے۔ حضرت پیر صاحبؒ کو قدرت نے تحفظ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے بطور خاص تیار کیا تھا۔ آپ نے اس سلسلہ میں بے حد علمی اور عملی جدوجہد کی جس کی وجہ سے کروڑوں مسلمان قادیانیت کے ارتداد کا شکار ہونے سے بچ گئے۔ آپ کی یہ خدمت تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ یاد رکھی جائے گی۔

حضرت پیر صاحب اتحاد بین المسلمین کے زبردست داعی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مسالک کے لوگ ان کا دلی احترام کرتے ہیں۔ ۱۹۰۰ء میں جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی نے حضرت پیر مہر علی شاہؒ کو مباحثہ کا چیلنج دیا تو آپ نے اسے فوری قبول کرتے ہوئے (مرزا قادیانی کی شرائط پر) ۲۵؍ اگست ۱۹۰۰ء کو لاہور آنے کا وعدہ کیا۔ جس پر مرزا قادیانی اور اُس کے پیروکاروں کو سانپ سونگھ گیا اور مباہلہ، مناظرہ اور مباحثہ سے راہِ فرار اختیار کرلی۔ مہر منیر نے (سوانح حیات حضرت سید پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ) میں لکھا ہے: ''اس معرکہ میں تمام اسلامی مسالک کے رہنما ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوگئے۔ سنی، اہل حدیث اور اہل قرآن کے علاوہ لاہور اور سیالکوٹ کے شیعہ مجتہدین نے بھی قادیانیت کے محاذ پر حضرت پیر صاحبؒ گولڑہ شریف کو اپنا سربراہ و نمائندہ ہونے کا اعلان کیا۔ بالکل وہی صورت حال پیدا ہوئی جو پاکستان کے وجود میں آنے کے وقت ہندو کفر کے مقابلے میں اسلامی سیاسی پلیٹ فارم پر پیدا ہوگئی تھی اور یہی صورت آج سے تیرہ سو سال قبل قیصر روم کے اسلامی ممالک پر حملہ کے خطرہ کے وقت بھی پیدا ہوئی تھی۔ جب حضرت امیر معاویہؓ نے رومی سلطنت کو خبردار کیا تھا کہ اگر اندرونی اختلاف کے پیش نظر اسلامی سلطنت پر حملہ کیا گیا تو سب سے پہلا سپاہی جو حضرت علیؓ کے لشکر سے تمہارے مقابلہ کے لئے نکلے گا، وہ معاویہؓ بن ابوسفیانؓ ہوگا۔''

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی ﷺ

چنانچہ پیر صاحب وعدہ کے مطابق ۲۴؍اگست ۱۹۰۰ء کو لاہور پہنچ گئے اور کئی دن مرزا قادیانی کا انتظار کرتے رہے مگر وہ نہ آیا۔ یوں چشم فلک نے ''جـاء الـحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا'' کا عظیم الشان نظارہ ملاحظہ کیا۔ ۲۷؍اگست کو بادشاہی مسجد لاہور میں حضرت پیر صاحبؒ کی صدارت میں مسلمانوں کا عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں تمام مسالک کے علمائے کرام و مشائخ عظام نے شرکت کی۔ چنانچہ اس عظیم الشان فتح کی یاد میں گولڑہ شریف میں ہر سال باقاعدگی سے ''عالمی خاتم النبیین کانفرنس'' منعقد ہوتی ہے جس میں ملک بھر سے تمام مسالک کے جید علما و مشائخ اور تمام سیاسی جماعتوں کے قائدین کو شرکت اور خطاب کی دعوت دی جاتی ہے۔ یہ اجتماع اتحاد بین المسلمین کا فقید المثال مظاہرہ ہوتا ہے۔ ۱۱۳ویں سالانہ عالمی خاتم النبیین کانفرنس منعقدہ ۲۵؍اگست ۲۰۱۴ء بمقام گولڑہ شریف کے اعلامیہ میں کہا گیا:

''ہمیں تمام تر مسلکی فرقہ واریت، سیاسی اختلافات، گروہی ولسانی تعصبات کو ترک کرکے باطل قوتوں کے سامنے ملی وحدت کے ساتھ سینہ سپر ہونے کی ضرورت ہے۔''

بعض شرپسند فرقہ باز جن کا روزگار صرف فرقہ واریت کے فروغ سے ہی وابستہ ہے، ایک وفد کی صورت میں سجادہ نشینان گولڑہ شریف کی خدمت میں حاضر ہوا اور کانفرنس میں مخالف مسالک کے علما و مشائخ اور سیاسی جماعتوں کے قائدین کے خطابات پر شدید اعتراض کیا۔ گولڑہ شریف کے بزرگوں نے نہایت تحمل اور برداشت سے اُن کی بات سنی اور فرمایا کہ ہمارے اور دوسرے مسالک کے درمیان فروعی

اختلافات موجود ہیں اور شاید ہمیشہ موجود رہیں لیکن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت اور عزت و ناموس کی خاطر تمام فروعی اختلافات کو پس پشت ڈالتے ہوئے ختم نبوت کی حفاظت سب مسلمانوں کا اولین فریضہ ہے۔ معمولی اختلافات کی خاطر سب سے بڑے مقدس مشن کو نہیں چھوڑا جا سکتا ورنہ منکرین ختم نبوت قادیانیوں کو اپنی مذموم سرگرمیوں کے لئے کھلا میدان مل جائے گا اور گمراہی وارتداد کا ایک نیا دروازہ کھل جائے گا۔ اس پر فرقہ باز گروہ اپنا سامنہ لے کر رہ گیا اور اب یہ لوگ اپنے جلسے جلوسوں میں گولڑہ شریف کے پیر صاحبان کے متعلق اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہیں:

تری دعا ہے کہ ہو تیری آرزو پوری
مری دعا ہے تیری آرزو بدل جائے!

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مذہب کے نام پر منبر ومحراب سے تفرقہ بازی کا درس دینے والے نام نہاد علما جب امن کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کے لئے گورنر، وزیراعلیٰ، ڈی سی او یا ڈی پی او کے دفتر میں جمع ہوتے ہیں تو سب اپنے اپنے اختلافات بھلا کر آپس میں شیر و شکر ہو جاتے ہیں۔ ایک دوسرے سے مصافحہ بلکہ معانقہ کرتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صدیوں کے بچھڑے ہوئے بھائی اب ملے ہیں۔ ایک ہی میز کے اردگرد بیٹھ کر سب مل کر چائے پیتے ہیں۔ ایک دوسرے کو بسکٹ پیش کرتے ہیں۔ اپنی اپنی تقاریر میں پرجوش انداز میں امن وامان اور مسلمانوں کے درمیان محبت و اخوت اور اتفاق ویگانگت کے فروغ کے لئے اپنی اپنی قیمتی تجاویز پیش کرتے ہیں۔ انتظامیہ کو مکمل تعاون کی یقین دہانی کراتے ہیں۔ ایسا ناقابل یقین منظر پیش ہوتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان صاحبان جبہ و دستار میں کبھی دوری تھی نہ رنجش، سب ایک ہی فیملی کے ممبر معلوم ہوتے ہیں۔ یہی صورتحال رویت ہلال کمیٹیوں کے اجلاسوں میں ہوتی ہے..... لیکن افسوس! صد افسوس!! جونہی یہ حضرات واپس اپنے اصل مقام پر پہنچتے ہیں تو پھر وہی پرانا گورکھ دھندا، وہی طعن وتشنیع، وہی تفرقہ بازی، وہی مسلکی مناقشات۔ کیا یہ مذہب کے نام پر جھوٹ، ملمع کاری اور منافقت کا مظاہرہ نہیں؟

''یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود''

پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے متعلق سب سے پہلے ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت چلی جس کی قیادت حضرت مولانا سید ابو الحسنات شاہؒ نے کی جبکہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ وغیرہ نے اُن کی قیادت وصدارت میں بھرپور کام کیا۔ یہ بھی یاد رہے کہ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے فرزند ارجمند سید غلام محی الدین شاہؒ المعروف ''بابو جی'' ۱۹۵۳ء کی تحریک میں تمام مسالک کی یکجہتی کے لئے مجلس مشاورت کے ایک اہم ترین اجلاس میں لاہور تشریف لائے۔ تمام مسالک کے علماء نے آپ کا فقیدالمثال استقبال کیا۔ یہ حضرت بابو جیؒ ہی کا فیضان تھا کہ مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر جو بعض فروعی جھمیلوں کے باعث کبھی اکٹھا نہ ہوتے تھے، اس تحریک میں اکٹھے ہو کر قادیانیت سے ٹکرا گئے۔ یہ دوسرا موقع تھا کہ اس تحریک میں دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث ایک ہو کر قادیانیت کے خلاف متحد العمل ہوئے۔ اسی طرح ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت جس کے نتیجہ میں ملک کی منتخب اسمبلی نے قادیانیوں کو متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا، اس کی قیادت حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے کی جبکہ حضرت علامہ سید محمود احمد رضویؒ، حضرت میاں جمیل احمد شرقپوریؒ اور مولانا عبدالقادر روپڑیؒ وغیرہ نے ان کی قیادت و صدارت میں بھرپور کام کیا۔ اسی طرح ۱۹۸۴ء میں جب تحریک ختم نبوت چلی جس کے نتیجہ میں قادیانیوں کو خود کو مسلمان کہنے، اپنے مذہب کو اسلام کہنے اور شعائر اسلامی استعمال کرنے سے قانونی طور پر روک دیا گیا۔ اُس کی قیادت شیخ المشائخ حضرت خواجہ خان محمدؒ نے کی جبکہ مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خان نیازیؒ نے اُن کی قیادت میں بھرپور کردار ادا کیا۔ قائد اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ ہر سال ختم نبوت کانفرنس چناب نگر (ربوہ) میں خطاب کے لئے تشریف لاتے جس سے قادیانیوں کے ہاں صف ماتم بچھ جاتی۔ یہ سب کچھ بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ختم نبوت کے محاذ پر اُس وقت تک کامیابی حاصل نہیں ہوگی جب تک مسلمان اپنے تمام اختلافات بھلا کر متحد ومتفق نہ ہوں گے:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

ملت اسلامیہ کے بدترین دشمنوں میں سے قادیانی جماعت ایک خطرناک سازشی سیاسی گروہ ہے۔ قادیانیوں کا بھارت، اسرائیل اور امریکہ سے براہ راست رابطہ ہے۔ وہاں ان کے مشن قائم ہیں جہاں سے وہ باقاعدہ ٹریننگ حاصل کر کے پاکستان میں دہشت گردی پھیلاتے ہیں۔ عرصہ ہوا قادیانی جماعت کے چوتھے سربراہ مرزا طاہر نے دھمکی دی تھی کہ ''عنقریب پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اور یہاں افغانستان جیسے حالات پیدا ہو جائیں گے۔'' قادیانیوں نے اپنے سربراہ کی ''پیش گوئی'' کو سچ ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور پاکستان کو مسلسل عدم استحکام کا شکار بنائے رکھنے کی مذموم کوششیں کرتے رہے۔ اس سلسلہ میں وہ پاکستان کے امن وامان کو تباہ کرنے کے لئے فرقہ ورانہ فسادات پیدا کرنے کے منصوبے بناتے رہتے ہیں۔ قادیانی خلیفہ کے حکم پر ہر سال قادیانی بجٹ میں

کروڑوں روپے کی رقم مختص کی جاتی ہے۔ کراچی، کوئٹہ، لاہور اور ملتان ان کے خاص ٹارگٹ ہیں۔ اعلیٰ عہدوں پر فائز قادیانی افسران کی وجہ سے یہ منصوبے آسانی سے کامیاب ہوجاتے ہیں۔ محرم الحرام اور ربیع الاوّل کے مقدس مہینوں میں قادیانی وسیع پیمانے پر شیعہ سنی اور بریلوی، دیوبندی فساد کا خطرناک منصوبہ بناتے ہیں۔ گذشتہ سال انہی مواقع پر ''کافر کافر شیعہ کافر''، ''بریلوی مشرک اور کافر ہیں''، ''دیوبندی گستاخ رسولؐ ہیں'' نامی پمفلٹ کثیر تعداد میں شائع کروا کر تقسیم کیے گئے جس کا مقصد ملک میں بدامنی اور اشتعال پیدا کرنا تھا۔ قادیانیوں کی پوری کوشش تھی کہ اس کی آڑ میں شیعہ، سنی اور دیوبندی، بریلوی فساد ہوجائے تاکہ یہ مسالک تحفظ ناموسِ رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر الگ الگ ہوجائیں۔ علمائے کرام کو قادیانیوں کی بھیانک سازش کا نہ صرف بروقت علم ہوگیا بلکہ ان کی دوراندیشی اور نور بصیرت سے ملک بھر میں وسیع پیمانے پر فساد پھیلنے سے رک گیا۔ ۱۹۸۹ء میں انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں QSF کے صدر انس احمد قادیانی طالب علم کے کمرے سے ایسے ہزاروں پمفلٹ برآمد ہوئے۔ پولیس تفتیش میں اس نے اعتراف کیا کہ یہ سارا لٹریچر ربوہ سے لاہور میں قادیانیوں کی مرکزی عبادت گاہ دارالذکر واقع گڑھی شاہو میں آیا جو شہر میں تقسیم کرنے کے لئے سرگرم قادیانی نوجوانوں کو دیا گیا۔

فروری ۱۹۹۷ء میں شانتی نگر خانیوال میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان بڑا تصادم ہوا جس کے نتیجہ میں دونوں فریقوں کا نہ صرف بھاری مالی نقصان ہوا بلکہ پورے ملک میں لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ بھی پیدا ہوا۔ حکومت پنجاب نے اس سانحہ کی تحقیقات کے لئے ہائی کورٹ کے جج جناب جسٹس تنویر احمد خاں کی سربراہی میں یک رکنی تحقیقاتی ٹریبونل قائم کیا جس نے ستمبر ۱۹۹۷ء میں پنجاب حکومت کو اپنی رپورٹ میں کہا کہ اس سانحہ کا ذمہ دار قادیانی جماعت خانیوال کا صدر نور احمد ہے جس نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مسلم عیسائی تصادم کروایا۔ افسوس! حکومت نے اس سانحہ کے ذمہ دار قادیانی شرپسند کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔

آج کل قادیانی پوری قوت کے ساتھ ختم نبوت پر حملہ آور ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں بے شمار گستاخیوں پر مشتمل لٹریچر باقاعدگی کے ساتھ شائع ہورہا ہے، اور پوری آزادی کے ساتھ مسلمانوں میں تقسیم ہورہا ہے۔ قادیانی اپنی مذموم کارروائیوں کے ساتھ ملت اسلامیہ کو ختم اور شمع اسلام کو بجھانا چاہتے ہیں...... جبکہ ہم خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں...... خواب غفلت کے مزے لوٹ رہے ہیں...... سوچیے! شافع محشر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے ہم کب بیدار ہوں گے؟ اسلام کی غیرت اور لاج کے لئے کب متحرک ہوں گے؟ عقیدۂ ختم نبوت پر پے درپے حملوں سے بچاؤ کے لئے کب میدان کارزار میں اتریں گے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظامؓ کی بے حرمتی اور ان کی عزتوں کو پامال کرنے والے بدبختوں کے خلاف کب ایک آہنی دیوار بن کر کھڑے ہوں گے؟ یاد رکھیے! جس جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت پر شب خون مارا جارہا ہو، وہاں ختم نبوت کی حفاظت کرنا آپ کا فرض عین ہے، اس سے ذرا سا بھی اعراض کرنا خود کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم کرنے کے مترادف ہے:

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اُجالا کر دے

ہمیں غور و فکر سے کام لے کر سوچنا چاہئے کہ کیا قبر میں ہمیں ہمارے مسلک کے بارے میں پوچھا جائے گا؟ کیا محشر میں فروعی اختلافات کے بارے میں دریافت کیا جائے گا؟ اگر شفیع المذنبین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں محشر میں پوچھ لیا کہ میری ختم نبوت پر حملے ہورہے تھے، میری عزت و ناموس پر کتے بھونک رہے تھے، تم نے کیا کیا؟ ہمارے پاس اس کا کیا جواب ہے؟ آئے روز دنیا بھر میں اسلام، قرآن اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین و تضحیک کی جاتی ہے مگر ہمارے کان پر جوں تک نہیں رینگتی اور اگر کوئی شخص اس سلسلہ میں کام کرتا ہے تو اس پر مخالف مسلک کے آدمی ہونے کا الزام لگا کر اس کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ اس کی نیت پر شک کیا جاتا ہے۔ افسوس! ہم نے تحفظ ناموس رسالت کا محاذ دشمنانِ اسلام کی یلغار کے لئے خالی چھوڑ دیا۔ ہمیں لڑنا کسی اصل محاذ پر چاہیے تھا جبکہ ہم نے طاقت کسی اور محاذ پر لگادی۔ معمولی فروعی اختلافات کی حدود توڑ کر جنگ و جدال اور نفرت و عداوت تک پہنچ جاتے ہیں۔ افسوس! یہ سب کچھ خدمت اسلام کے نام پر کیا جاتا ہے۔ مسلکوں کی لڑائی کو جہاد کہا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں بات ماننا تو کجا، کوئی سننے کے لئے بھی تیار نہیں۔ اس رویے کو صحیح احادیث میں قوموں کی گمراہی کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ ہمیں ایک منٹ کے لئے تنہائی میں بیٹھ کر سوچنا چاہیے کہ کیا یہ وہی مسائل ہیں جن کے لئے قرآن مجید نازل ہوا؟ کیا حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہی مسائل کے لئے مبعوث ہوئے تھے؟ کیا صحابہ کرامؓ نے ان مسائل کے لئے عظیم الشان قربانیاں دی تھیں؟ کیا اولیا کرامؒ نے ان مسائل کے لئے اپنی زندگیاں وقف کردی تھیں؟ جس ملک میں قادیانی اور عیسائی اپنی پوری قوت اور وسائل کے ساتھ اس پر حکمرانی کے خواب دیکھتے

ہوں، کھلے بندوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین ہو رہی ہو، اسلام اور قرآن کی تعلیمات کا مذاق اڑایا جا رہا ہو، وہاں فروعی اختلافات میں الجھ کر رہ جانا بدقسمتی نہیں تو اور کیا ہے؟ مجھے یقین ہے کہ جب ہم ان معمولی اختلافات سے بالاتر ہو کر سوچیں گے تو ہمیں سخت ندامت ہوگی۔ ہم اپنی سوچ کا رخ بدلنے کی کوشش کریں گے۔ اس سے نہ صرف امت کی بہت سی مشکلات حل ہو جائیں گی بلکہ پورا معاشرہ جن مہلک خرابیوں کے غار میں جا چکا ہے، ان سے نجات مل جائے گی:

ہوا کرتی ہے اپنا کام اور شمعیں بجھاتی ہے
ہم اپنا کام کرتے ہیں، نئی شمعیں جلاتے ہیں

معروف روحانی بزرگ حضرت صوفی برکت علیؒ (سالار شریف والے) اتحاد امت کے بارے میں بڑی دلسوزی اور دردمندی سے فرماتے ہیں: ''اتحاد بین المسلمین وقت کی اہم پکار ہے۔ اے مسلمان! اے میری جان! اتحاد وقت کی اہم ترین پکار ہے۔ قومیت و فرقہ وارانہ کشیدگی سے بالاتر ہو کر ملت اسلامیہ کے مابین اتحاد و اخوت کو فروغ دینے کے لئے متحد ہو جا۔ ظلم و جارحیت کو مٹانے کے لئے متحد ہو جا۔ مظلوم و مجبور کی حمایت کے لئے متحد ہو جا۔ اللہ کے دین اسلام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کے لئے متحد ہو جا اور ضرور ہو جا۔ یہ اختلافات بھی کوئی اختلافات ہیں۔ ان سب کو بالائے طاق رکھ کر اللہ کے برکت والے نام پہ، اللہ کے پسندیدہ دین اسلام کے وقار کو بلند تر کرنے کے لئے متحد ہو جا اور ضرور ہو جا، ہر قیمت پہ ہو جا۔ جس طرح بھی ہو سکے ہو جا۔ اگر اس راہ میں تیری جان کی بھی ضرورت پڑے تو گریز نہ کر۔''

میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے

☆☆........☆☆

چوتھا سالانہ عظیم الشان ختم نبوت اجتماع، بنوں

ہنگل جدید بنوں.... (رپورٹ: مولانا عبدالحسیب) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بنوں کے زیر اہتمام چوتھا سالانہ ختم نبوت اجتماع ۲۵ دسمبر ۲۰۱۴ء بروز جمعرات صبح ۸ بجے جامع مسجد حافظ جی بنوں سٹی میں منعقد ہوا۔ اجتماع میں تمام دینی مدارس جس میں جامعہ معراج القرآن، جامعہ دارالہدیٰ میرا خیل، جامعہ مدنیہ تجوید القرآن، جامعہ فیض القرآن جاذبیہ، مدرسہ عربیہ کاشف العلوم حمیدی روڈ، جامعہ علوم شرعیہ، جامعہ ضیاء القرآن غوریوالہ کے علماء و طلباء نے بھرپور شرکت کی۔ اس کے علاوہ کوہاٹ کا وفد حضرت مولانا محمد علی کی سرکردگی میں ضلع کرک سے مولانا محمود کی نمائندگی میں لکی مروت کا وفد شیخ الحدیث مولانا احمد سعید، مولانا محمد طیب طوفانی، صاحبزادہ امین اللہ اور ضلع بنوں کے تبلیغی جماعت کی روح رواں حضرت مولانا حافظ عبدالغفار قریشی، اتحاد اہل سنت والجماعت کی امیر مولانا قاری سیف الدین، شیخ محمد اختر جان، مولانا تقی الدین، شیخ الحدیث محمد زرین، شیخ عبدالغفور، شیخ محمد یعقوب الرحمن، مولانا عبدالمتین لکی مروت، حاجی سید کمال شاہ، حاجی ملک محمد نعیم خان بھی شریک ہوئے۔

اجتماع کی پہلی نشست کی صدارت صاحبزادہ حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ فرما رہے تھے جبکہ اسٹیج سیکرٹری سید ظہیر الدین ایڈووکیٹ تھے اور انتظامی امور مولانا ساجد اللہ، مولانا عبدالحسیب ناظم دفتر ختم نبوت بنوں، حافظ محمد سلمان، مولانا تاج الدین، حاجی محمد ایاز مہتمم جامع مسجد حافظ جی، مفتی عرفان اللہ، مولانا قاری امام محمد یوسف، مولانا شمس الحق، مفتی شہید نواز، مولوی سراج الدین، مولوی عبدالغنی اشرفی لکی، قاری سیف الدین، مولانا حافظ فرمان اللہ، حافظ نظام الدین اور حافظ زین العابدین سرانجام دے رہے تھے۔ اس اجتماع کے مہمانان خصوصی شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ اور مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد (کراچی) تھے۔ تلاوت کلام پاک قاری ظاہر اللہ نے پیش کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی امیر حضرت مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی نے اجتماع کے اغراض و مقاصد بیان کئے۔ اس نشست سے مذکورہ بالا مہمانان خصوصی نے خطاب کیا۔

نماز ظہر کے بعد دوسری نشست عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی امیر حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی مدظلہ کی تقریر سے شروع ہوئی، دعا سے پہلے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی امیر حضرت مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی نے اجتماع میں شرکت کرنے والے علماء و عوام کے لئے کلمات تشکر ادا کئے، خصوصاً جمعیت علماء اسلام کے ضلعی امیر، ہردل عزیز شخصیت مولانا قاری عبداللہ، جامعہ حلیمیہ ہیڑوہ کے مہتمم اور ناظم حضرت مولانا احمد سعید، مولانا شیخ اختر جان لکی مروت اور مولانا قاری زبید اللہ مہتمم جامعہ دارالہدیٰ حمیدی روڈ اور مولانا قاری ضیاء الرحمن مولانا عبدالمومن مولانا محمد طیب طوفانی، مولانا محمد امین ناظم نشر و اشاعت سرائے نورنگ کے لئے اور شمالی وزیرستان سے آئے ہوئے علماء صدر عبدالرحمن امیر جمعیت علماء اسلام وزیرستان حافظ فرہاد علی ترجمان وزیرستان مفتی شہاب الدین مہتمم جامعہ نظامیہ میر علی مولوی اسد نور کے لئے کہ انہوں نے اپنے مدرسے کی تعطیل کر کے اس مبارک اجتماع میں طلباء سمیت شریک ہوئے۔ یہ اجتماع صاحبزادہ حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ کی پُرسوز دعا سے اختتام پذیر ہوا۔

قراردادیں: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی امیر مولانا مفتی عظمت اللہ نے درج ذیل قراردادیں پیش کیں: (۱) آج کا یہ عظیم اجتماع اپنے تمام قائدین ختم نبوت، جملہ شیوخ الحدیث وعلماء کرام اور تمام حاضرین کا تہہ دل سے مشکور و ممنون ہے کہ انہوں نے اس اجتماع میں شرکت کی۔ (۲) یہ عظیم اجتماع علماء کرام کو بے دردی سے قتل کرنے کی مذمت کرتا ہے، بالخصوص علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو کے قتل کی اور مطالبہ کرتا ہے کہ ان کے قاتلوں کو کیفر کردار تک جلد پہنچایا جائے۔ (۳) قادیانیت کے پرچار کے جتنے بھی ٹی وی چینلز ہیں ان پر مکمل طور سے پابندی لگائی جائے۔ (۴) آج کل انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کردار پر بھی فلمیں بنائی جاتی ہیں جو کہ قطعاً حرام ہیں، ایسی فلمیں بنانے والوں اور دیکھنے یا بیچنے والوں پر قانوناً پابندی لگائی جائے۔ (۵) یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ شمالی وزیرستان کے متاثرین کو جلد از جلد اپنے گھروں کو تمام سہولیات سمیت باعزت طور پر بھیج دیا جائے۔ (۶) یہ اجتماع محمد اصغر نامی شخص جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہے اور راولپنڈی میں رہائش پذیر ہے کے خلاف آئین کی دفعہ ۲۹۵-سی کے تحت فوری کارروائی کا مطالبہ کرتا ہے۔ (۷) یہ اجتماع مرکزی اور صوبائی حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ بنوں سٹی اور آس پاس کے گاؤں میں سوئی گیس کی فراہمی کو یقینی بنائے۔ (۸) یہ اجتماع تمام مسلمانوں سے قادیانی مصنوعات: ذائقہ بناسپتی گھی، کنگ آئل، شیزان ڈرنکس، یونیورسل اسٹیبلائزر، ربوہ سوپ، شیزان کمپنی کی تمام مصنوعات کے مکمل بائیکاٹ کا مطالبہ کرتا ہے۔ (۹) یہ اجتماع ملک میں ہر قسم کی دہشت گردی کی مذمت کرتا ہے خصوصاً آرمی پبلک اسکول پشاور پر اور اس جیسے اور حملے مثلاً جامعہ حفصہ، ڈھوک مدرسہ تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی پر حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ آئندہ کے لئے ایسے واقعات کا سد باب کیا جائے۔ (۱۰) یہ اجتماع آرمی پبلک اسکول پر حملے کی آڑ میں الیکٹرونک میڈیا، ٹی وی چینلز وغیرہ پر دینی مدارس کے خلاف پروپیگنڈا کی سخت مذمت کرتا ہے اور حکومت سے اس غلط پروپیگنڈا کو بند کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ (۱۱) یہ اجتماع قادیانیت سے متعلق متفقہ آئینی ترامیم کو من و عن برقرار رکھنے پر حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی کی سخت مخالفت کا اعلان کرتا ہے۔

(۱۲) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ضلعی دفتر جامعہ عظمت المدارس العربیہ جدید ہنگل میر خان نزد ترنگ قبرستان بنوں سٹی میں واقع ہے لہٰذا ختم نبوت کے بارے میں کتابیں اور خط و کتابت کورس اور ہر قسم کا مشورہ یہاں سے لیا کریں اور ضلع بنوں میں کسی اور کو اپنی طرف سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا دفتر کھولنے کی قطعاً اجازت نہیں۔

بہاول پور میں بیتے ہوئے چند سال!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بندہ کا ۱۹۸۰ء رحیم یار خان سے بہاول پور تبادلہ ہوا۔ اتفاق سے جب بہاول پور آمد ہوئی تو شعبان المعظم کی پندرھویں رات تھی۔ ان دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا دفتر چوک بازار بالمقابل جامع مسجد الصادق ہوتا تھا۔ تو پندرھویں شب کو ’’جامع مسجد الصادق‘‘ میں شب برأت کے فضائل پر جلسہ تھا۔ بندہ نے بھی خطاب کیا تو اس طرح پہلے دن ہی تعارف کی سبیل نکل آئی۔ ان دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاول پور کی کابینہ درج ذیل حضرات پر مشتمل تھی:

امیر: الحاج محمد ذکراللہ، ناظم اعلیٰ: حاجی عمر دین، خزانچی: حاجی علم الدین انصاری، شوریٰ: حاجی سیف الرحمن، حاجی اشفاق احمد، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا محمد یوسف، عبدالرحمن انصاری پر مشتمل تھی۔

جمعیت علماء اسلام کے امیر غلام سرور خان مرحوم تھے، جو بہت ہی باہمت، جرأت مند راہنما تھے۔ جمعیت علماء اسلام کے ساتھ ساتھ مرکزی انجمن تاجران بہاول پور کے بھی صدر تھے، وہ شیر خدا ہی تھے۔ بہاول پور میں میرے جانے سے پہلے مجلس کے زیر اہتمام یکم تا ۱۶ر رمضان المبارک صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد الصادق میں درس ہوتے تھے۔ جن میں خاصی تعداد سامعین کی ہوتی تھی۔ یہ سلسلہ اب بھی جاری وساری ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہر سال رمضان المبارک کی سحری و افطاری کے اوقات پر مشتمل کیلنڈر شائع کرتی ہے اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ ان دروس میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت اور تردید قادیانیت اور دیگر اہم موضوعات بیان کئے جاتے۔

راقم نے اس سلسلہ کو ترقی دینے کی کوشش کی۔ دروس میں شرکت کے لئے سحری و افطاری کے کیلنڈروں میں مقررین وخطباء کے نام دینے شروع کئے۔ دروس کے لئے فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ، مناظر اسلام مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مفکر ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ، حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ، حضرت مولانا سید منظور احمد شاہ حجازیؒ، مولانا قاضی اللہ یار خانؒ، مولانا اللہ وسایا زید مجدہ اور مولانا خدا بخش مرحوم تشریف لاتے۔ یہ سلسلہ انتہائی بابرکت اور بارونق تھا۔

انٹیلی جنس کی رپورٹ:

جناب غلام سرور خانؒ سیاسی طور پر جوڑ توڑ کے ماہر تھے، ایجنسیوں کے لوگ بھی خان صاحب کے پاس آتے۔ ایک مرتبہ دو تین لوگ خان صاحب کی دکان پر موجود تھے، میں نے کہا کہ آپ لوگوں کی رپورٹ میں کہیں مجلس کا نام بھی موجود ہے؟ تو انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ میں نے تفصیل پوچھی تو کہنے لگے کہ ہماری رپورٹ کے مطابق مجلس کے دفاتر میں سب سے متحرک دفتر کراچی کا ہے، دوسرے نمبر پر گوجرانوالہ اور تیسرے نمبر پر بہاول پور۔ راقم نے دل ہی دل میں فیصلہ کیا کہ بہاول پور کو دوسرے نمبر پر لانا ہے۔ چنانچہ مرکزی راہنماؤں کے دورے رکھنے شروع کئے، کہیں درس کا پروگرام ہوتا اور کہیں استقبالیہ کا، کبھی پریس کانفرنس کا اہتمام کیا جاتا اور کبھی عصرانہ کا اور تمام پروگراموں کی خبریں اخبارات کو بھیجی جاتیں۔ نیز ختم نبوت کا دفتر ہر مسئلہ میں متحرک و فعال کردار ادا کرتا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک سال کے بعد پھر ایجنسیوں سے پوچھا کہ مجلس کے دفاتر کے کردار کے متعلق آپ لوگوں کی کیا رپورٹ ہے؟ تو بتلایا کہ پہلا نمبر کراچی، دوسرا نمبر بہاول پور، تیسرا گوجرانوالہ۔

قادیانیوں کے ایک ایجنٹ کی دفتر آمد:

۲۲ر فروری ۱۹۸۰ء کا واقعہ ہے کہ عبدالقدوس نامی ایک نوجوان قادیانیوں کے ہتھے چڑھ گیا اور کئی دن سے اس کا قیام قادیانیوں کے مرکز میں تھا تو ساتھیوں نے اس کے متعلق دفتر کو اطلاع کی۔ چنانچہ راقم کی اس سے ملاقات ہوئی، اسے قادیانیوں کے عقائد وعزائم سے آگاہ کیا اور اس سے وعدہ لیا کہ آئندہ قادیانیوں سے راہ ورسم نہیں رکھوں گا۔ دریں اثناء ایک رات وہ عشاء کی نماز کے بعد دفتر میں آیا اور کافی دیر قادیانی مسلم مسائل پر گفتگو کرتا رہا، جب واپس جانے لگا تو راقم نے کہا کہ عبدالقدوس مجھے گفتگو کے دوران کئی مرتبہ خیال آیا کہ مجھے اپنی گن باہر رکھنی چاہئے۔ عبدالقدوس اپنی صفائی دینے لگ گئے کہ میں مسلمان ہوں۔ قادیانیوں کو مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ میں صرف دیکھنے گیا تھا کہ قادیانیوں کے عقائد وعزائم کیا ہیں؟ میں نے اسے توبہ کرائی کہ آئندہ قادیانیوں سے علیک سلیک نہیں

رکھوں گا اور نہ ہی ان سے کوئی لین دین کروں گا اور نہ ہی ان کے مرکز میں جاؤں گا۔ راقم نے اسے روانہ کیا اور دروازہ بند کیا ہی تھا کہ تھوڑی دیر کے بعد دارالعلوم مدنیہ کے ایک طالب علم نے اطلاع دی کہ مولانا حق نواز جھنگوی شہید کردیئے گئے۔ مولانا کی شہادت کی خبر بجلی بن کر گری اور مولانا کی عظیم الشان خدمات، ان کی تحریک اور ان کی گھن گرج پر مشتمل آواز کانوں میں گونجنے لگی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

بہاول پور ڈویژن کا پندرہ روزہ تبلیغی دورہ:

سہ ماہی میٹنگ میں کسی ساتھی نے الفضل کی کاپی دکھلائی جس میں بہاول پور ڈویژن کے مختلف چکوک میں قادیانیوں نے سیرت النبی کے عنوان سے پروگرام رکھے، ان پروگراموں میں مسلمانوں کی شرکت بھی دکھلائی گئی تو میٹنگ میں فیصلہ ہوا کہ بہاول پور ڈویژن کا پندرہ روزہ دورہ رکھا جائے تو مولانا قاضی اللہ یار خان، بہاولنگر کے مبلغ مولانا محمد امیر جھنگوی، حافظ احمد بخش شجاع آبادی مبلغ رحیم یار خان اور راقم الحروف کے پندرہ روزہ تبلیغی پروگرام طے ہوئے۔ تبلیغی دورہ کا آغاز بہاولنگر سے ہوا۔ پانچ روز تک مختلف مقامات پر پروگرام تشکیل دیئے گئے۔ ان پروگراموں میں مولانا محمد امیر داعی تھے۔ مولانا قاضی اللہ یار خان شعلہ بیان اور خوش الحان خطیب تھے۔ ڈابھیل سے دورۂ حدیث شریف کیا تھا۔ غالباً شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ سے بخاری شریف پڑھی۔ ایک رات انہوں نے جو تقریر کی اگلی رات بندہ نے وہ تقریر کر ڈالی۔ قاضی صاحب نے دوسری تقریر کی، بندہ نے اگلی رات وہ تقریر کر ڈالی۔ قاضی صاحب نے تیسری تقریر کی راقم نے اگلی رات وہ تقریر کر ڈالی۔ اس طرح کئی راتوں تک ہوتا رہا تو ایک روز قاضی صاحبؒ فرمانے لگے۔ ایسی کئی تقریریں میں نے تیار کی ہوئی ہیں۔ راقم نے عرض کیا کہ میں نے سبق سنایا ہے نہ کہ امتحان کے لئے ایسی حرکت کی۔ غرضیکہ بہاولنگر کے بعد پانچ روز بہاول پور میں اور پانچ روز رحیم یار خان میں غرضیکہ مرزائیت زدہ علاقوں میں بھرپور پروگرام کیے۔

رانا بشیر احمد کا قبول اسلام:

کوٹ سبزل کے علاقہ کے کسی چک سے راجپوت فیملی کے ایک آدمی نے قادیانیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کیا۔ رحیم یار خان کا ڈی ایس پی طاہر عارف۔ جو قادیانی تھا (ڈی آئی جی تک مختلف عہدوں پر فائز رہا، غالباً اب ریٹائر ہو چکا ہے) نے رانا بشیر احمد کو ڈرا دھمکا کر دوبارہ قادیانی بنانے کی کوشش کی۔ موصوف نے رحیم یار خان مجلس کے عمائدین سے رابطہ قائم کیا۔ رحیم یار خان مجلس نے تمام جماعتوں کا اجلاس بلا کر اس کے تبادلہ کا مطالبہ کیا۔ ہماری اسٹیبلشمنٹ کی ''عادت مبارکہ'' یہ ہے کہ جب تک لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا نہ کیا جائے، سنتی ہی نہیں۔ بقول مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ نوکر شاہی کو سنانے کے لئے ہیوی قسم کے لاؤڈ اسپیکر کی ضرورت ہوتی ہے۔ علماء کرام اور عمائدین مجلس ایس ایس پی رحیم یار خان کو ملے ایس ایس پی کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔

جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کے مارشل لاء کا زمانہ تھا تو فیصلہ ہوا کہ ڈپٹی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد اقبال کو بہاول پور میں ایک وفد ملے۔ چنانچہ راقم نے بہاول پور کی دینی و سیاسی شخصیت علامہ رحمت اللہ ارشدؒ کی معرفت ڈی ایم ایل اے سے وقت لیا تو وفد جس میں علامہ رحمت اللہ ارشدؒ، مولانا غلام ربانیؒ، قاری حماد اللہ شفیقؒ اور بہاول پور سے غالباً حاجی سیف الرحمن یا غلام سرور خانؒ امیر جمعیت علماء اسلام بہاول پور اور راقم شامل تھے۔ وفد نے صورت احوال سے آگاہ کیا۔ ڈی ایم ایل اے نے ڈی آئی جی بہاول پور ڈویژن کو حکم دیا کہ وہ رحیم یار خان جا کر علماء کرام اور معززین سے ملیں اور بے چینی دور کریں۔ چنانچہ دو تین روز بعد ڈی آئی جی رحیم یار خان گیا۔ علماء کرام اور انجمن شہریان و تاجران کا ایک وفد جس میں مولانا رشید احمد لدھیانوی، مولانا قاری حماد اللہ شفیق، مولانا بشیر حامد حصارویؒ دو تین تاجر اور راقم الحروف شامل تھے۔ ڈی آئی جی کو ملے، ڈی آئی جی نے وفد کے ممبران کے بیٹھنے اور علیک سلیک کے بعد نو مسلم رانا بشیر احمد سے کہا کہ آپ پہلے پولیس میں رہے ہیں۔ موصوف نے ہاں میں جواب دیا۔ تو ڈی آئی جی نے کہا کہ کسی بدمعاشی کی وجہ سے نکالے گئے ہوں گے؟ اس پر مولانا رشید احمد لدھیانوی مدظلہ طیش میں آ کر کہنے لگے: مسٹر ڈی آئی جی! آپ بدمعاش ہوں گے، آپ کی پولیس بدمعاش ہوگی اور یہ کہہ کر ''واک آؤٹ'' کیا، اس پر وفد آفس سے باہر نکل آیا۔ ڈی آئی جی حیران و پریشان اور پسینہ سے شرابور، اس نے چاروں تحصیلوں رحیم یار خان، خان پور، لیاقت پور اور صادق آباد کے ڈی ایس پیز اور ایس ایس پی جو پہلے ہی موجود تھے سے پوچھا کہ یہ مولوی کون ہے؟ ڈی ایس پی خان پور نے کہا کہ: سر! یہ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ کا بھتیجا ہے اور رحیم یار خان جمعیت علماء اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت کا ذمہ دار ہے۔ انہیں راضی کرنا چاہئے ورنہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہو جائے گا۔ ڈی آئی جی نے اسی ڈی ایس پی کو کہا کہ وفد کو منا کر لائیں۔ چنانچہ ڈی ایس پی خان پور آئے اور بتلایا کہ لوہا گرم ہے۔ ایک ضرب سے مسئلہ حل ہو جائے گا۔ چنانچہ وفد دوبارہ گیا۔ اب ڈی آئی جی بڑے تپاک سے ملا اور وفد کی گفتگو توجہ کے ساتھ سنی اور اپنے رویہ پر معذرت کی اور ڈی ایس پی کا تبادلہ کر دیا اور رانا بشیر احمد کو تسلی دلائی کہ آئندہ آپ کو کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ ☆☆☆

سود کی نحوست

مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی

قرآن پاک میں بار بار نظر ڈالی اس کی برکات کو حاصل کیا قرآن میں سب سے زیادہ سخت لفظ کس گناہ پر استعمال کیا گیا ہے ؟میں نے بار بار دیکھا تو نظر جا کر ایک جگہ جم گئی ۔سود کی نحوست اور گناہ پر کہ اللہ پاک نے فرمایا:

''سودیو! باز آجاؤ اگر سود سے باز نہیں آتے تو اللہ اور اس کا رسول تم سے اعلان جنگ کرتا ہے اور اس جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔''

کیا کائنات میں کوئی ایسا ہے کہ جس سے اللہ اور اس کے رسول اعلان جنگ کرے ۔مختصر زندگی میں لاتعداد سودخوروں کو دیکھا اور پھر ان کا انجام بھی دیکھا اور ان کی حالت پر ترس آیا۔عروج جب زوال میں تبدیل ہوا تو اللہ تعالیٰ کی زمین تنگ ہوگئی آج ہر شخص پریشان ہے اس میں بھی سود کی نحوست پائی جاتی ہے۔ سود کے دھویں کا اثر تو ہر شخص پر ہو رہا ہے ۔ الاما رحم اللہ ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی ،سود کھانے والے پر،سود کھلانے والے پر،اس کے دونوں گواہوں پر،سود کے لکھنے والے پر(بخاری ومسلم)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''جو شخص کسی اللہ والے سے دشمنی کرے میں اس سے بھی اعلان جنگ کرتا ہوں۔''

یہ مناظر بھی دنیا میں گزر گئے کہ جن لوگوں نے اللہ والوں کی توہین کی ان سے دشمنی کی ان کا مقابلہ کیا ایسے لوگوں کا انجام بھی عبرتناک ہوا پھر انبیاء علیہم السلام ،اہلبیت عظام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین کرنے والوں کا کیا ہوگا۔

سود کے دس مفاسد:

۱:... یہ ظلم ہے اور ظلم والا معاشرہ اچھا نہیں ہوسکتا۔

۲:...یہ وہ مال ہے جو باطل طریقہ سے حاصل کیا جارہا ہے۔

۳:... سودخور ایک حاجت مند کی ضرورت سے ناجائز فائدہ حاصل کرتا ہے۔

۴:...سود سے قساوت قلبی پیدا ہوتی ہے۔

۵:...معاشرے کے اندر غربت کا اصل سبب سود ہے۔

۶:... سود کی وجہ سے اجتماعی اورانفرادی مفاسد پیدا ہوتے ہیں۔

۷:...سود کی وجہ سے ایک طبقہ اشیاء پر قابض ہوجاتا ہے۔

۸:...سود عالمی معیشت میں لوگوں کے ذہن کے مطابق ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل کر چکا ہے۔

۹:... سود کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہیں جب اللہ اور رسول ناراض ہوں پھر خیر کہاں ہوگی؟

۱۰:... یقیناً وطن عزیز کی جڑوں کو بھی اسی بیماری نے کمزور کر رکھا ہے۔

انگریز جو نظام چھوڑ کر گیا تھا ہم ابھی تک اس کو اپنائے ہوئے ہیں۔کچھ نام نہاد ماہرین اس سلسلہ میں حکومت وقت کو مشورے دیتے ہیں کہ سودی نظام کے بغیر ملکی نظام تباہ ہوجائے گا۔ حضرت مولانا مفتی عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ سابق رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان نے اپنی مایہ ناز کتاب ''جدید مسائل اور سودی نظام'' میں لکھا ہے کہ **الاسلام نور** اسلام میں روشنی ہے اسلام کے نظام میں بھی روشنی ہے اور سود میں اندھیرا ہے۔ایک صاحب جب اقتدار میں آتے ہیں تو مسائل بہت پیدا ہوتے ہیں اس کی ایک وجہ سودی نظام کی حمایت بھی ہے۔سود کھا کر کب سکون حاصل ہوگا،سود کھا کر کہاں عبادت کا مزہ آئے گا۔ شراب کی بوتل پہ زمزم لکھنے کی وجہ سے شراب زمزم نہیں بن سکتی اسی طرح سود کا نام منافع رکھ کر جواز پیش کرنا گٹر میں خوشبو تلاش کرنا ہے۔

اس موقع پر حجاج بن یوسف کا واقعہ نقل کیا جاتا ہے جو آج کے حکمرانوں اور عوام الناس یہاں تک کہ علماء اور دیندار لوگوں کے لئے بھی دعوت فکر ہے، حجاج جب گورنر بن کر آیا تو معلوم کیا کہ اس دیس میں کوئی انوکھا واقعہ یا شخص ہے ؟لوگوں نے بتایا کہ یہاں دو بزرگ ہیں جب کوئی حاکم برا سلوک کرتا ہے تو لوگ ان کے پاس جاتے ہیں وہ دعا کرتے ہیں تو اس کا انجام برا ہوتا ہے ،اس نے کہا اچھا۔ان دونوں کی دعوت کی۔ پہلے تو وہ انکار کرتے رہے آخر کار دعوت پہ راضی ہوگئے وہ آئے کھانا کھایا اب اس نے کہا کہ میں ان کے شر سے محفوظ ہوگیا۔اب ان کی دعا قبول نہیں ہوگی ۔لوگوں نے اس سے پوچھا کہ کیوں؟اس نے کہا کہ میں نے سود کی رقم سے ان کی دعوت کی ہے،جس کے پیٹ میں سود چلا گیا اس کی دعا کب قبول ہوگی ۔حجاج جیسے انسان کو بھی یقین ہے کہ سود کھانے کی وجہ

سے دعا قبول نہیں ہوتی۔ آج ہماری دعائیں اس وجہ سے قبول نہیں ہوتیں کہ معاشرے کے اندر سودی معیشت چل رہی ہے۔

اکابر علماء اور دیندار طبقے سے التماس ہے کہ سود کی حرمت پر کسی کا کوئی اختلاف نہیں اس گناہ عظیم کے خلاف جدوجہد کریں اور اپنی آخرت بنانے کے لئے حصہ لیں، سودی نظام نے معاشرہ کو تباہ و برباد کر دیا ہے برکت ختم ہو چکی، اس ظالمانہ سودی نظام کی بے رحم چکی تلے لوگ پس گئے اور ہم کب تک اس ظالمانہ نظام کا حصہ بنے رہیں گے۔

سودی نظام میں ایک نئی بات پر بھی بحث کی جاتی ہے جسے بیمہ یا انشورنس کا نام دے کر دھوکہ دیا جا رہا ہے، علماء کرام کو اس معاملہ میں مسلمانوں کی ترجمانی کرنا ہوگی اور اس لعنت سے معاشرہ کو پاک کرنا ہوگا ورنہ قیامت کے دن اس بارے میں سخت پوچھ ہوگی۔

بیمہ انگریزی لفظ انشورز (insures) کا ترجمہ ہے، جس کے معنی لغت میں یقین دہانی کے ہیں چونکہ کمپنی بیمہ کرانے والے کو مستقبل کے بعض خطرات سے حفاظت اور بعض نقصانات کی تلافی کی یقین دہانی کرواتی ہے اس لئے اس کو انشورنس کمپنی کہتے ہیں انشورنس کے بارے میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تین اصولی اعتراضات ہیں جن کی بنا پر اسے حلال اور جائز نہیں ٹھہرایا جاسکتا (مزید تفصیل کے لئے ’’بیمہ زندگی‘‘ از حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ)۔

اول یہ کہ انشورنس کمپنیاں جو روپیہ پریمیم یا قسطوں کی شکل میں وصول کرتی ہیں اس کے ایک بہت بڑے حصے کو وہ سودی کاموں میں لگا کر فائدہ حاصل کرتی ہیں اور اس ناجائز کاروبار میں وہ لوگ برابر کے شریک ہیں جو اپنے آپ کو یا اپنی کسی چیز کو ان کے ہاں انشور یا بیمہ کراتے ہیں، چنانچہ محض نام بدل کر یا سود کو بونس یا منافع کا نام دے کر معاملہ کی اصلی حقیقت کو نہیں بدلا جاسکتا بلکہ وہ رُو یعنی سود ہی ہے جو کہ اسلام کی رو سے قطعی حرام اور اکبرالکبائر ہے۔ بیمہ کی تینوں صورتوں (زندگی کا بیمہ، املاک کا بیمہ، اور ذمہ داریوں کا بیمہ) میں جو منافع یا بونس دیا جاتا ہے وہ بیع اور تجارت کے اصول پر نہیں بلکہ سود (ربٰو) کے طور پر دیا جاتا ہے جو کہ قطعی حرام ہے۔

دوم یہ کی موت یا حوادث یا نقصان کا علم کسی کو نہیں کہ واقع ہوں یا نہیں۔ اور ہوں گے تو کب اور کس پیمانے پر اور اس مبہم اور نامعلوم چیز پر کسی نفع کو معلق کرنا ہی قمار (جوا) ہے، جس کو قرآن حکیم نے حرام قرار دیا ہے۔ بیمہ کا مدار بھی اس نامعلوم اور مبہم نفع میں امید پر ہے جو کہ بلاشبہ قمار میں داخل ہے۔

سوم یہ کہ ایک آدمی کے مرجانے کی صورت میں جو رقم ادا کی جاتی ہے اسلامی شریعت کی رو سے اس کی حیثیت مرنے والے کے ترکہ کی ہے جسے شرعی وارثوں میں تقسیم ہونا چاہئے مگر یہ رقم ترکہ کی حیثیت میں تقسیم نہیں کی جاتی، اس شخص یا ان اشخاص کو مل جاتی ہے جن کے لئے پالیسی ہولڈر نے وصیت کی ہو حالانکہ وارثوں کے حق میں وصیت نہیں کی جاسکتی (لاوصیۃ للوارث کے مطابق) چنانچہ یہ تین خلاف شرع امور اور گناہ کبیرہ ہیں جو کہ تینوں قسموں کے بیموں میں موجود ہیں اس لئے بلحاظ حکم شرعی تینوں بیمے ناجائز ہیں۔ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ’’بیمہ زندگی‘‘ از حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم پاکستان)

آج اولاد نافرمان ہے تو سودی نظام کی وجہ سے کیونکہ جس بچے کے پیٹ میں سود کا ایک لقمہ بھی چلا گیا وہ بھی جنید بغدادی نہیں بن سکتا ہم اولاد کو خود اپنے ہاتھوں سے ہی خراب کرتے ہیں ان کے لئے حلال کاروبار نہیں بلکہ حرام کو ترجیح دیتے ہیں سود سے مال بڑھتا نہیں وبال بڑھتا ہے معاشرے میں اکثر بگاڑ کا سبب سود ہی ہے اللہ پاک ہمیں حلال کی وافر روزی عطا فرمائے اور سود اور سودی نظام سے محفوظ فرمائے (آمین یارب العالمین)

☆☆..............☆☆

قادیانی ادارے کا ٹیکس معاف کرنا ملک سے غداری ہے: علماء کرام

لاہور (مولانا عبدالنعیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا سید ضیاء الحسن شاہ، پیر رضوان نفیس، مولانا قاری علیم الدین شاکر، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا عمر حیات، راقم الحروف نے حکومت اور محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا قادیانیوں کے تشہیری ادارے کو تینتیس لاکھ چھتیس ہزار کا ٹیکس معاف کرنے پر شدید احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی ادارے کا ٹیکس معاف کرنا ملک سے غداری ہے۔ حکومت ذمہ داروں کے خلاف فوری کارروائی کرے۔ حکومت محکمہ ایکسائز میں چھپے ہوئے قادیانیوں کو سامنے لا کر ان کو آئین اور قانون کے مطابق سزا دے۔ علماء کرام نے کہا کہ قادیانیوں کا ادارہ انجمن احمدیہ کا ٹیکس معاف کرنا انتہائی ظالمانہ حرکت اور قرآن وسنت کے بھی خلاف ہے۔ قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں اور پاکستان کے آئین وقانون کے مطابق انہیں کسی بھی قسم کی مذہبی تشہیر کرنے کی اجازت نہیں ہے، جس نے بھی ایسی حرکت کی ہے حکومت ان کے خلاف محکمانہ کارروائی کرتے ہوئے انہیں سخت سے سخت سزا دے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے جماعت اسلامی کے پارلیمانی لیڈر ڈاکٹر وسیم اختر، پیپلز پارٹی کے مخدوم شہاب الدین، (ق) لیگ کے سردار وقاص حسن موکل کو اس معاملے پر اسمبلی سے واک آؤٹ کرنے پر زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

ارکانی مسلمانوں کے دینی وسیاسی مقتدیٰ

مولانا سیّدالامین ارکانی کا سانحہ ارتحال

مولانا محمد صدیق ارکانی

ارکان برما کے آخری قدیم پاکستانی فاضل، جامعہ اشرفیہ لاہور کے اولین ممتاز ترین فارغ التحصیل، خاتمۃ المناظرین و سندالمحدثین، امام المعقولات ورئیس المعقولات مولانا سیدالامین ارکانیؒ مورخہ ۲۱رصفر المظفر ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴ردسمبر ۲۰۱۴ء بروز اتوار قضائے الٰہی سے اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جن شخصیات و مشائخ اورائمہ وعلماء کرام نے ارکانی مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کی، برمی حکومت کے مظالم کو روکنے کی کوشش کی اور عالم اسلام کے سامنے ارکانی مسلمانوں کا مقدمہ پیش کرنے کی جدوجہد کی، ان میں آپ قابل ترین مقتدیٰ قوم تھے جو ارکانی مسلمانوں کو سوگوار چھوڑ کر چل بسے، چونکہ مولانا ممتاز ترین عالم دین ہونے کے ساتھ بیدار مغز سیاست دان اور برمی قوم وحکومت کی فطرت وطبیعت سے واقف تھے، اس لئے برمی حکومت نہ صرف ان کے مطالبے پر غور کرتی تھی بلکہ عملی جامہ پہنانے کی کوشش بھی کرتی تھی، ان کی وفات سے ارکانی مسلمان ایک قابل فخر مقتدیٰ اور ممتاز روحانی ودینی سرپرست سے محروم ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین۔

سیدالامین آپ کا نام ہے منگنامہ (جو مگڈو کے شمال میں سات آٹھ میل دور واقع ہے) کے رہنے والے تھے، مولانا جامعہ اشرفیہ لاہور سے ۱۹۵۶ء میں فارغ ہوئے، جامعہ اشرفیہ لاہور کی بنیاد حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحبؒ خلیفہ حضرت تھانویؒ نے ۱۴رشعبان المعظم ۱۳۷۲ھ مطابق ۵رمارچ ۱۹۵۴ء میں رکھی۔ (تذکرہ حسن، ص:۴۱)

مولانا فراغت کے بعد ارکان آئے اور ۱۹۵۷ء میں مدرسہ عالیہ شقدار پاڑہ کے مدرس بنے اور ایک عرصہ تک وہیں پڑھاتے رہے، اس کے بعد دیگر مدارس میں تعلیمی خدمات سرانجام دے کر ۱۹۸۰ء کے لگ بھگ مدرسہ محمدیہ منگلاجی پرام پورا کے مہتمم اور شیخ الحدیث بنے اور اسی منصب پر آپ ۱۹۸۵ء تک فائز رہے۔ مولانا کے معاصرین میں مولانا ابوالحسین صاحب عرب شاہ پاڑوی فاضل مدرسہ تھر سندھ کراچی، مولانا عبدالحکیم صاحب کوار بیلوی، مولانا محمد امین صاحب چالی پراگی اور مولانا منیر صاحب وغیرہ کا نام لیا جاسکتا ہے۔

۱۹۸۵ء کے بعد آپ نے اپنے آبائی علاقہ منگنامہ میں مدرسہ توحیدیہ کے نام سے الگ مدرسہ کی بنیاد ڈالی، جس میں دورۂ حدیث تک پڑھائی ہوتی ہے۔ مولانا کے صاحبزادوں میں جناب دین محمد صاحب دنیاوی علوم سے آراستہ ہیں اور مولانا نور محمد جید عالم دین ہیں جو راقم الحروف کے ہم سبق ہیں۔ مولانا کے بڑے داماد مولانا حسین احمد بن مولانا مقبول احمد کوار بیلوی ہیں۔ مولانا نے کئی حج کئے۔

مولانا کی خداداد صلاحیت پر ان کے استاد کی شہادت:

مولانا ممدوح کے استاد مولانا غلام محمد صاحب (فاضل دارالعلوم دیوبند تلمیذ حضرت مدنیؒ و استاد الحدیث جامعہ دارالعلوم کراچی) نے ۱۹۸۹ء میں دوران سبق فرمایا تھا کہ: ’’اے برمیو! تم یہاں کیوں آئے ہو؟ سارا علم تو سیدالامین برمی لے گیا ہے۔‘‘ پھر فرمایا کہ دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہونے کے بعد پہلی مرتبہ تدریس کے لئے جامعہ اشرفیہ لاہور میں میرا تقرر ہوا، پہلے سال مجھے ہدایہ آخرین، جلالین اور میبذی جیسی کتابیں دی گئیں۔ میں نے درس گاہ میں ایک برمی لڑکا دیکھا جو چھوٹے قد کا تھا، لیکن بلا کا ذہین وفطین تھا۔ سیدالامین اس کا نام تھا، اس کی محنت اور فطانت و ذہانت پر مجھے خود رشک آنے لگا۔ سیدالامین نے دورۂ جامعہ اشرفیہ میں پڑھا، اس نے دورۂ حدیث کے سال اول پوزیشن حاصل کی تھی، اس لئے انہیں سونے کا ہار انعام میں دیا گیا تھا اور باقاعدہ سرکار کی طرف سے برما جانے کے لئے اعزازی ٹکٹ ملا تھا۔ مولانا نے مزید کہا کہ دارالعلوم کراچی کے موجودہ ناظم و استاذ الحدیث مولانا شمس الحق جلال آبادی دامت برکاتہم اور مولانا سید الامین برماوی دونوں ہم کلاس تھے، انہوں نے مجھ سے ہدایہ آخرین اور جلالین پڑھیں، اگر روز محشر رب کائنات مجھ سے پوچھے کہ: ’’اے غلام محمد! تم کیا لے کر آئے ہو؟ تو میں سیدالامین اور شمس الحق کو پیش کردوں گا۔‘‘ عجیب اتفاق ہے کہ یہ دونوں حضرات منطق، فلسفہ اور معقولات میں بے انتہا مہارت رکھتے ہیں، دونوں راقم الحروف کے استاد ہیں۔ مولانا سیدالامین صاحب تو سلم العلوم کی ابتدائی عبارت: ’’سبحانہ ما اعظم شانہ‘‘ میں آدھا سال تک بحث کرتے ہیں، علوم و معارف کے خزائن لٹاتے ہیں، ٹھاٹیں مارتا سمندر ہیں، اگر یوں کہا جائے کہ برما میں منطق وفلسفہ میں مولانا سیدالامین کی مثال نہیں ہے تو شاید بے جا نہ ہوگا۔ راقم نے حضرت سے المنطق اور نور الایضاح پڑھی، ان کی لکھی ہوئی تقریر اب تک موجود ہے۔

☆☆..........☆☆

نزلہ، زکام، کھانسی سے پریشان؟
سُعالین اور صُدوری مؤثر حل، فوری آرام
FOR COUGH & COLD
Suduri
صُدوری
سُعالین
Sualin
ہمدرد

قادیانیت

اسلام اور نبوت محمدیؐ کے خلاف ایک بغاوت

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

میں اس مقالے میں ایک ایسے مسئلہ پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں جو ہر مسلمان کی توجہ کا مستحق ہے، خواہ وہ کسی ملک میں بستا ہو، اس لئے کہ اس کا تعلق اسلام کے بعض بالکل بنیادی اصولوں سے ہے، اگر مسلمانوں نے اس سے غفلت برتی تو اس کا قوی خطرہ ہے کہ یہ معاملہ ایسی سنگین شکل اختیار کرے گا کہ پورے عالم اسلامی اور پورے نظام اسلام کے لئے شدید خطرہ بن جائے گا اور پھر اس کی تلافی ممکن نہ ہو۔

حال میں کچھ ایسے حالات و واقعات پیش آئے جنہوں نے پڑھے لکھے لوگوں کی توجہ کو قادیانیت کے مسئلہ کی طرف پھیر دیا، ان حالات نے مسئلہ قادیانیت کی طرف جس کو لوگ بھولتے جارہے تھے دوبارہ متوجہ کردیا اور بہت سے تعلیم یافتہ اصحاب متعجب ہوکر پوچھنے لگے کہ: کیا واقعی یہ مسئلہ اتنا اہم اور اس قدر سنگین ہے کہ مسلمانوں کا مرکز توجہ بن جائے؟ لیکن کیا کیا جائے مسئلہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے واقعتاً اتنی ہی اہمیت کا مستحق ہے۔

اسلامی ذہن کا اس طرف متوجہ ہونا بالکل حق بجانب ہے، کیونکہ مسلمانوں کی ہستی اور اسلام کے مستقبل کے لئے حقیقتاً یہ ایک پریشان کن مسئلہ ہے۔ بہت کم لوگ اس حقیقت سے واقف ہیں کہ مسئلہ کی واقعی اہمیت کیا ہے؟ اور اسلامی زندگی سے اس کا کس قدر گہرا تعلق ہے، یہ کشمکش کسی فرقہ بندی، تنگ خیالی اور مذہبی عصبیت کا شوشہ نہیں، جیسا کہ بعض لوگوں کا گمان ہے، بلکہ خالص اسلامی مصالح اور مسلمانوں کی زندگی کا تقاضا ہے۔ آیئے اس کو تاریخی اور علمی حقائق کی روشنی میں دیکھیں۔

علمی اور تاریخی حیثیت سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ قادیانیت فرنگی سیاست کے بطن سے وجود میں آئی ہے، صورت یہ ہے کہ انیسویں صدی کے ربع اول میں ہندوستان کے مشہور و معروف مجاہد حضرت سید احمد شہیدؒ (۱۲۴۶ھ) نے جو جہاد کی تحریک چلائی، اس سے مسلمانوں میں جہاد اور قربانی کی آگ بھڑک اٹھی، ان کے سینوں میں اسلامی شجاعت اور حوصلہ مندی موجزن ہونے لگی اور وہ ہزاروں کی تعداد میں سر ہتھیلیوں پر لئے ہوئے اس تحریک کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئے جس کی سرگرمیاں برطانوی حکومت کے لئے پریشانی اور تشویش کا باعث تھیں، ادھر سوڈان میں برطانیہ کا اقتدار تزلزل میں آگیا، اس کو معلوم تھا کہ یہ چنگاری اگر بھڑک اٹھی تو پھر قابو میں نہیں آئے گی اور پھر سید جمال الدین افغانی کی تحریک اتحاد اسلامی کو اس نے پھیلتے اور مسلمانوں میں مقبول ہوتے دیکھا، اس نے ان سب خطرات کو محسوس کیا، اس نے مسلمانوں کے مزاج و طبیعت کو گہرا مطالعہ کیا تھا اور اس کو معلوم تھا کہ ان کا مزاج دینی مزاج ہے، دین ہی انہیں گرماتا ہے اور دین ہی انہیں سلا سکتا ہے، لہٰذا مسلمانوں پر قابو پانے کی واحد شکل یہ ہے کہ ان کے عقائد پر اور ان کے دینی میلان اور نفسیات پر قابو پایا جائے۔ مسلمانوں کے مزاج میں درخور حاصل کرنے کے لئے دین کے سوا کوئی ذریعہ نہیں، اس مقصد کے لئے برطانوی حکومت نے یہ طے کیا کہ مسلمانوں ہی میں سے کسی شخص کو ایک بہت اونچے دینی منصب کے نام سے ابھارا جائے کہ مسلمان عقیدت کے ساتھ اس کے گرد جمع ہوجائیں اور وہ انہیں حکومت کی وفاداری اور خیر خواہی کا ایسا سبق پڑھائے کہ پھر انگریزوں کو مسلمانوں سے کوئی خطرہ نہ رہے، یہ حربہ تھا جو برطانوی حکومت نے اختیار کیا۔ کیونکہ مسلمانوں کا مزاج بدلنے کے لئے کوئی حربہ اس سے زیادہ کارگر نہیں ہوسکتا تھا۔

مرزا غلام احمد قادیانی جو ذہنی انتشار کے مریض (اس شخص میں تین ایسی چیزیں بیک وقت جمع تھیں جنہیں دیکھ کر ایک مورخ یہ فیصلہ نہیں کرپاتا کہ ان میں اہم ترین اور حقیقی سبب کسے قرار دیا جائے جس نے اس شخص سے یہ ساری حرکات سرزد کرائیں: (۱) دینی رہنمائی کے منصب پر پہنچا جائے اور نبوت کے نام سے پورے عالم اسلامی پر چھایا جائے، (۲) وہ مالیخولیا جس کے بار بار تذکرہ سے اس کی اور اس سے متعلق اس کے ماننے والوں کی کتابیں بھری ہوئی ہیں، (۳) مبہم اور غیر واضح قسم کے سیاسی اغراض و مفادات اور سرکار انگریزی کی خدمت گزاری اور نمک حلالی) تھے۔ اور بڑی شدت سے اپنے دل میں یہ خواہش رکھتے تھے کہ وہ ایک نئے دین کے بانی بنیں، ان کے کچھ متبعین اور مومنین ہوں اور تاریخ میں ان کا ویسا ہی نام اور مقام ہو جیسا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ انگریزوں کو اس کام کے لئے موزوں شخص نظر آئے اور گویا انہیں ان کی شخصیت میں ایک ایجنٹ مل گیا جو ان

کے اغراض کے لئے مسلمانوں میں کام کرے۔ چنانچہ انہوں نے بڑی تیزی سے کام شروع کیا۔ پہلے منصب تجدید کا دعویٰ کیا، پھر ترقی کرکے امام مہدی بن گئے، کچھ دن اور گزرے تو مسیح موعود ہونے کی بشارت ہوگئی اور آخر کار نبوت کا تخت بچھادیا اور انگریز نے جو چاہا تھا وہ پورا ہوگیا، ان بزرگ نے اپنا پارٹ بڑی خوبی سے ادا کیا اور انگریز نے بھی اس تحریک کی سرپرستی میں کوئی کمی نہیں کی اس کی حفاظت بھی کی اور ہر طرح کی سہولتیں اس کام میں بہم پہنچائیں مرزا صاحب نے بھی گورنمنٹ کے ان احسانات کو فراموش نہیں کیا اور وہ ہمیشہ اس بات کے معترف رہے کہ ان کا نمود برطانیہ کا مرہون منت ہے، چنانچہ اپنی تحریر (عرض بحضور گورنر پنجاب بتاریخ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء تفصیل کے لئے دیکھئے میر قاسم علی کی کتاب ''تبلیغ و رسالت'' کی ساتویں جلد) میں خود کو حکومت برطانیہ کا ''خودکاشتہ پودا'' قرار دیا ہے اور ایک جگہ اپنی وفاداریوں وخدمت گزاریوں کو گناتے ہوئے لکھتے ہیں:

''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریز کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔''

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں، اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیرخواہی اور ہمدردی کی طرف پھیردوں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کردوں جو ان کو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔''

(تریاق القلوب از مرزا قادیانی ص:۱۵)

اور اسی کتاب میں آگے چل کر لکھتے ہیں کہ:

''اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھتے جائیں گے، ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے، کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔''

(ضمیمہ شہادۃ القرآن از مرزا طبع ششم، ص:۱۰)

ایک اور جگہ کہتے ہیں کہ:

''میں نے بیسیوں کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں، بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے، چنانچہ میں نے یہ کتابیں بصرف زرکثیر چھاپ کر بلاد اسلام میں پہنچائی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا بہت سا اثر اس ملک (ہندوستان) پر بھی پڑا ہے اور جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں، وہ ایک ایسی جماعت تیار ہوجاتی ہے کہ جن کے دل گورنمنٹ کی سچی خیرخواہی سے لبالب ہیں، ان کی اخلاقی حالت اعلیٰ درجہ پر ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کے لئے بڑی برکت ہیں اور گورنمنٹ کے لئے دلی جاں نثار۔''

مرزا غلام احمد قادیانی کی اس تحریک اور ان کی اس جماعت نے انگریزی حکومت کے لئے بہترین جاسوس اور بڑے ہی دوست اور جاں نثار فراہم کئے۔ اس گروہ کے بعض چیدہ اشخاص نے ہند اور بیرون ہند میں انگریزی حکومت کی بیش قیمت قربانی انجام دیں اور اس سلسلہ میں جانی قربانی تک سے دریغ نہیں کیا، جیسے عبداللطیف صاحب قادیانی جو افغانستان میں قادیانی مذہب کی تبلیغ اور جہاد کی مخالفت کرتے تھے، ان کو حکومت افغانستان نے قتل کیا، کیونکہ ان کی دعوت سے اس بات کا خطرہ تھا کہ افغان قوم کا وہ جذبۂ جہاد اور حوصلۂ جنگ فنا ہوجائے جس کے لئے وہ دنیا بھر میں مشہور ہے، ایسے ہی ملا عبدالحلیم قادیانی اور ملا نور علی قادیانی اسی انگریزی حکومت کے لئے افغانستان میں فنا کے گھاٹ اترے کیونکہ ان کے پاس سے حکومت افغانستان کو کچھ ایسے خطوط اور کاغذات دستیاب ہوئے جن سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ یہ دونوں برطانوی حکومت کے ایجنٹ ہیں اور حکومت افغانستان کے خلاف سازش میں مشغول ہیں جیسا کہ افغانستان کے وزیر داخلہ کے ۱۹۲۵ء کے بیان سے معلوم ہوتا ہے اور قادیانیوں کے سرکاری اخبار ''الفضل'' نے اپنی ۳ رمارچ ۱۹۲۵ء کی اشاعت میں اس بیان کو نقل کیا اس قربانی پر بڑے فخریہ انداز میں تبصرہ کیا۔

علی ہٰذا یہ قادیانی جماعت اپنے دور آغاز سے اب تک برابر تمام قوم پرور وطن پرست تحریکات سے کنارہ کش رہی ہندوستان کی آزادی کی تحریک میں نہ مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں اس نے کوئی حصہ لیا اور نہ ان کے بعد! اور صرف یہی نہیں کہ انگریزوں کی چودھراہٹ میں یورپی قزاقوں کی ٹولی (مستعمرین) کے ہاتھوں عالم اسلامی پر جو مصائب ٹوٹ رہے تھے، وہ ان کے لئے موجب غم نہیں، باعث مسرت تھے، انہیں بھی عام زندگی سے، اسلامی مسائل سے یا ان اسلامی تحریکات سے جو اسلامی حمیت یا سیاسی شعور کا نتیجہ تھیں، کوئی دلچسپی نہیں رہی، ان کا کام ہمیشہ مذہبی مباحثے اور موشگافیاں تھیں اور ان کی دلچسپیوں کا دائرہ صرف وفات مسیح، حیات مسیح، نزول مسیح اور نبوت مرزا غلام احمد پر مباحثوں اور مناظروں تک محدود رہا۔

ہندوستان کے علماء اسلام اور ارباب فکر ونظر نے اس قادیانی فتنے کو بہت اندیشہ کی نگاہ سے دیکھا اور اپنے زبان وقلم اور علم کے ہتھیاروں سے اس فتنہ کے استیصال کی پوری جدوجہد کی اور ظاہر ہے کہ ایک ایسے سیاسی اقتدار کے دور میں جو خود اس کا مربی اور سرپرست ہو، اس سے زیادہ کوئی کوشش ممکن نہ تھی۔ ان مجاہدین اسلام میں سرفہرست ان چار حضرات کے نام ہیں مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا محمد علی مونگیری (بانی ندوۃ العلماء) مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا انور شاہ کشمیری (شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ) اور اسلامی جماعتوں میں سب سے جوش اور سرگرمی سے اس گروہ کے خلاف جنگ کرنے والی جماعت مجلس احرار اسلام رہی جس کے قائد اور روح رواں سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم تھے۔

اس زمرہ میں اسلام کے مایہ ناز مفکر ڈاکٹر محمد اقبال بھی ہیں جنہوں نے اپنی بعض تصانیف میں بہت صاف لکھا کہ قادیانیت نبوت محمدی کے خلاف ایک بغاوت ہے! اسلام کے خلاف ایک سازش ہے، یہ ایک مستقل دین ہے، اس کے ماننے والے ایک الگ امت ہیں اور یہ امت عظیم اسلامی امت کا ہرگز جزو نہیں ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اقبال کوئی "دقیانوسی مولوی" نہ تھے۔ ان کا شمار دنیائے اسلام کے نہایت بلند پایہ تعلیم یافتہ اور روشن خیال افراد میں تھا اور وہ اتحاد اسلامی کے ان اول درجہ کے داعیوں میں سے تھے، جن کی دعوت کا اولین اصول بے تعصبی اور رواداری ہے، لیکن چونکہ وہ مرزا غلام احمد کو قریب سے جانتے (یاد رہے کہ بانی قادیانیت اور علامہ موصوف دونوں پنجاب ہی کے رہنے والے تھے) تھے اور ان کے مذہب اور ان کے مقاصد واسرار سے گہری واقفیت رکھتے تھے، اس لئے وہ بھی اس فتنہ کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرنے پر مجبور ہوئے اور وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا خیال پیش کیا، یہاں ہم ان کے مقالات اور خطبات کے بعض اقتباسات پیش کرتے ہیں:

علامہ مرحوم نے ہندوستان کے مشہور انگریزی اخبار "اسٹیٹس مین" کو جس نے ایک بار اس مسئلہ کو اٹھایا تھا۔ ایک مراسلہ بھیجا کہ: "قادیانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے متوازی ایک علیحدہ نبوت پر ایک نئے گروہ کی بنیاد رکھنے کی منظم کوشش کا نام ہے۔" ("اسٹیٹس مین" ۱۰رجون ۱۹۳۵ء) اور اسی زمانہ میں جب ہندوستان کے نامور لیڈر اور سابق وزیراعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے یہ سوال کیا کہ مسلمان قادیانیوں کو اسلام سے جدا کرنے پر آخر کیوں اصرار کرتے ہیں، جب کہ قادیانی بھی مسلمانوں کے بہت سے فرقوں کی طرح انہی کا ایک فرقہ (ہندوستان کے وطن پرست لیڈر عام طور پر قادیانیت کو پسند کرتے ہیں، کیونکہ اگر یہ پھیلے گی تو ہندوستان کی عظمت وتقدس میں اضافہ ہوگا اور مسلمان اپنا رُخ حجاز سے پھیر کر ہندوستان ہی کو اپنا قبلہ اور اپنا روحانی مرکز قرار دے لیں گے اور جیسا کہ ان لیڈروں کا خیال ہے اس سے مسلمانوں کے دلوں میں وطن پرستی کی جڑیں مضبوط ہوجائیں گی، جن دنوں پاکستان میں "قادیانیت" دشمن تحریک چل رہی تھی، بعض ہندو اخبارات کو قادیانیوں کے ساتھ بڑی ہمدردی تھی، ان اخبارات نے قادیانیوں کی تائید میں مضامین شائع کئے، اپنے پڑھنے والوں کو جمہور مسلمانوں کے مقابلہ میں قادیانیوں کا مؤید اور ہمنوا بنانے کی کوشش کی اور یہاں تک لکھ گئے کہ پاکستان میں قادیانیوں اور مسلمانوں کی یہ کشمکش دراصل عربی نبوت اور ہندی نبوت کی کشمکش ہے، اور ان دو مختلف نبوتوں کے پیروؤں کی کشمکش ہے) ہیں؟ تو علامہ مرحوم ہی نے ان کا جواب دیتے ہوئے کہا (ہم اس بات پر اس لئے مصر ہیں) کہ: "قادیانی تحریک نبی عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت میں سے نبی ہندی کی امت کو تراشنے کی کوشش کر رہی ہے" اور کہا کہ "ہندوستان میں اسلام کی حیات اجتماعیہ کے لئے یہ تحریک اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے، جتنی یہودی نظام حیات کے لئے یہود کے ایک باغی فلسفی "اسپنوزا" (Spinoza) کے عقائد ہوسکتے تھے۔"

اللہ تعالیٰ نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کے لئے ڈاکٹر اقبال مرحوم کا سینہ کھول دیا تھا اور وہ اس حقیقت سے کما حقہ آشنا تھے کہ یہ عقیدہ ہی اسلام کی حیات اجتماعی اور امت کی شیرازہ بندی کا واحد محافظ ہے اور اس عقیدہ سے بغاوت کسی حال میں رعایت کی مستحق نہیں ہے، کیونکہ یہ بغاوت قصر اسلامی کی بنیاد پر تیشہ چلانے کے مترادف ہے۔ (جاری ہے)

> میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں، اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں تا کہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیر دوں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں جو ان کو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔" (تریاق القلوب از مرزا قادیانی، ص:۱۵)

تحریکِ ختم نبوت..... آغاز سے کامیابی تک

مسعود ساحر

قسط:۱۴

اٹارنی جنرل: ''ان کی تعداد کیا ہے؟''

مرزا ناصر: ''۸۰ کے قریب، ملفوظات اور اشتہارات بھی۔''

اٹارنی جنرل: ''۸۰ کتابوں کو آپ نے ۲۳ جلدوں میں شائع کیا، ملفوظات دس جلدوں میں اور اشتہارات تین جلدوں میں تو یہ سب کچھ تو ساری ایک الماری کی دو شیلفوں میں آ سکتی ہیں، وہ پچاس الماریوں والی بات کیسے صحیح ہے؟''

مرزا ناصر: ''اتنی زیادہ تعداد میں کہ پچاس الماریاں بھر جائیں!''

اٹارنی جنرل: ''ایک کتاب کو آپ ایک لاکھ کی تعداد میں شائع کر دیں تو ہزاروں الماریاں بھر جائیں گی، مگر وہ تو کہتے ہیں کہ انگریز کی تعریف میں اتنی کتابیں لکھیں کہ پچاس الماریاں بھر جائیں، اس سے وہ اپنی تصنیفات کی کثرت پر استدلال کر رہے ہیں یا الماریوں کا سائز چھوٹا کریں کہ آدھی الماری کی کتابیں پچاس الماریوں میں آ جائیں، پھر وہ الماری تو نہ کہلائے گی، یہ پچاس الماریوں والی بات درست ہے تو کتابیں کہاں ہیں؟ یہ بتائیں یہ کیا چکر ہے؟''

مرزا ناصر: ''اب اور کوئی رہ گیا ہے؟''

اٹارنی جنرل: ''لاہوری پارٹی کا محضر نامہ آیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد نے کبھی بھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا، بعض چیزیں ایسی ہیں، جن کی میں آپ سے وضاحت چاہتا ہوں۔''

مرزا ناصر: ''ان کا جو محضر نامہ ہے، اس کی وہ وضاحت کریں۔''

اٹارنی جنرل: ''بعض مرزا غلام احمد کے حوالہ جات؟''

مرزا ناصر: ''ان کا محضر نامہ ہمیں دے دیا جائے، ہم جواب لکھ کر دے دیں گے۔''

اٹارنی جنرل: ''نہیں، کچھ حوالے ایسے ہیں، جن کی وضاحت خصوصی کمیٹی کے لئے ضروری ہے۔''

مرزا ناصر: ''خصوصی کمیٹی کو ہمارے اور لاہوریوں کے اختلافات کا کیا فائدہ ہوگا؟''

اٹارنی جنرل: ''دیکھیں، مثلاً وہ کہتے ہیں کہ مرزا نے کبھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا، ربوہ والے کہتے ہیں کہ لاہوریوں کی بات غلط ہے، انہوں نے جو مؤقف اختیار کیا، اس کی تائید میں مرزا صاحب کے حوالے پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے ۷۰ آدمیوں کا بیان حلفی داخل کیا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ مرزا محمود کہتے ہیں کہ ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔''

مرزا ناصر: ''ہاں کیا۔''

اٹارنی جنرل: ''مگر لاہوریوں نے ۱۹۰۷ء، ۱۹۰۸ء کے حوالہ جات مرزا صاحب کے دیئے، آپ دیکھ لیں، اس میں دعویٰ نبوت کا انکار کیا؟''

مرزا ناصر: ''محضر نامہ دے دیں، مگر میں جواب صرف حوالوں تک محدود رکھوں گا۔''

اٹارنی جنرل: ''اچھا، الفضل جلد نمبر ۵ شمارہ نمبر ۴۹ کیا مسیح ناصری نے اپنے پیروؤں کو یہودیوں سے الگ نہیں کیا، دوسرا حوالہ کہ مسیح کا چال چلن کیا تھا؟ ایک کھاؤ پیو، نہ عابد نہ زاہد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خدائی کا دعویٰ کرنے والا؟''

مرزا ناصر: ''اس پر مزید کچھ نہیں کہتا یہ سوال ہو چکے''

اٹارنی جنرل: ''مثلاً عدالت میں مجھ پر ایک جرم لگتا ہے، مگر میں کہتا ہوں کہ ایسا جرم تو سرسید نے بھی کیا، یہ مرزا غلام احمد کے نقطہ نظر سے تو صحیح ہو سکتا ہے، مگر عدالت کے نقطہ نظر سے نہیں۔''

مرزا ناصر: ''یہ فوجداری جرم کی بات ہو رہی ہے، کیا ہم نے فوجداری جرم کیا ہے؟''

اٹارنی جنرل: ''میں نے مدعا سمجھانے کے لئے مثال دی ہے، آپ محض اس لئے کوئی کام نہیں کر سکتے کہ وہی کام اوروں نے بھی کیا ہے۔''

مرزا ناصر: ''میں نے ماحول کی بات کی ہے کہ سب نے ۱۸۵۷ء کی جنگ کو غدر کہا۔''

اٹارنی جنرل: ''اس دور میں مرزا غلام احمد بھی کہہ گئے تو کیا یہ نبوت کی شان کے لائق ہے؟''

مرزا ناصر: ''جناب صدر! میں تھک گیا ہوں۔''

چیئرمین صاحبزادہ فاروق علی: ''گواہ کا خیال کرنا ہے، اگر وہ تھک گئے ہیں تو پھر کارروائی جاری رکھنے کا سوال ہی نہیں کل ۲۱ اگست شام ساڑھے پانچ بجے تک۔''

صاحب ایمان لوگوں کے لئے فتح و شکست کے پیمانے مختلف ہیں، فتح و کامرانی شرط اول نہیں، جہد مسلسل ہی کے اہل ایمان مکلف ہیں۔ کامیابی منجانب اللہ ہے، نقد جاں اللہ اور رسول کی راہ میں قربان کرنا کسی منصب

جلیلہ کا مستحق بناتا ہے۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ فرمان خداوندی ہے کہ راہ حق میں شہید ہونے والے زندہ ہیں، تمہیں اس کا شعور نہیں، چاردانگ عالم میں شہدائے کربلا کا نام روشنی کا مینار ہے اور اس حوالے سے وقتی کامیابی حاصل کرنے والے نامراد و بے نام ہیں۔ سید الشہداء حضرت امیر حمزہؓ کا جو مقام و مرتبہ ہے کہ ملائک رشک کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ عالم اسلام کے لئے روشنی کا وہ مینار ہیں تحریک ختم نبوت کی راہ حق کے مسافروں میں شہداء بھی ہیں اور غازیان ملت بھی۔ ان کے مقام و مرتبہ کا تعین رب جلیل ہی کر سکتا ہے اور یقیناً یہ سب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ الطاف کے مستحق ہیں۔ ہر چند کہ مرزائیت کو کفر کی سرحدوں سے پرے دھکیلنے کا کارنامہ انہی مردان حریت کی قربانیوں اور جہد مسلسل کے سبب ممکن ہوا اور ان میں سے بہت سے مجاہدین سربلند یہ روشن دن دیکھنے کو موجود نہیں تھے۔ تاہم ان کی روحوں کی سرشاری کا کیا ٹھکانہ، مگر افسوس صد افسوس کہ صدیوں بعد ملنے والی اس کامرانی کے بعد امت مسلمہ طویل خواب غفلت میں مبتلا ہوئی کہ برسوں سے انگڑائی لینا بھی بھول گئی۔ بات محض دور غلامی میں اہل قادیان کی زرمستیوں کی نہیں، برصغیر کے مسلمانوں کی پُرامن جدوجہد کے بعد جو مملکت خداداد وجود میں آئی، تحریک پاکستان میں اہل قادیان کی ریشہ دوانیاں بھی تاریخ کا حصہ ہیں اور قیام پاکستان کے بعد پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا طویل سلسلہ ہے، جس کا تذکرہ اپنے وقت پر ان شاء اللہ کروں گا کہ پاکستان میں قوت واختیار کا وہ کون سا گوشہ تھا، جہاں بیٹھا ہوا مرزا غلام احمد کا پیروکار پاکستان کو کفرستان بنانے کی سرتوڑ کوشش نہ کر رہا تھا، پھر رب کائنات نے ایک موقع امت مسلمہ کو فراہم کیا اور ربوہ کے شرپسندوں نے مسلمان طلبہ کے ساتھ ناروا برتاؤ کیا، جو ان کے کفر کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوا اور ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کو توفیق ملی کہ پارلیمنٹ کے ذریعے قادیانیوں کو کافر قرار دینے کی قرارداد منظور ہوئی، تاہم یہ سازشوں کے گڑھ اور اس کے کارندوں کی نشاندہی سے زیادہ کچھ نہ تھا، اصل کام کا نقطہ آغاز! مگر دکھ کی بات یہ ہے کہ ہم اس کامیابی کو سب کچھ سمجھ کر مدہوشی میں ایسے مبتلا ہوئے کہ دشمن کو فراموش کر بیٹھے اور تخصیات اپنی ذات اور گروہی مفادات کو سب کچھ سمجھ بیٹھے اور فقیہان شہر دشمن کے بجائے ایک دوسرے کو نشانہ بنانے میں لگ گئے۔ دشمن کے کام کو آسان کر دیا، اب دشمن اپنی توانائی اور سرمایہ کے کم خرچ سے زیادہ فائدہ حاصل کر رہا ہے اور ہم ہیں کہ ایک کا سینہ ایک کا ترکش کا اصول اپنائے ہوئے ہیں۔ دھائی ہے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دھائی کہ دشمن سے نجات کی راہ سرکار کے اسوۂ حسنہ کی پیروی میں ہے اور عقیدہ ختم نبوت ہی اتحاد و یکجہتی اور اتفاق کا واحد راستہ ہے۔

جہاں پناہ ہمیں بازوؤں میں لے لیجئے
ہماری تلاش میں ہیں گردشیں زمانے کی

(جاری ہے)

32 اجزاء سے تیار کردہ
فیصل
معجون قوت دماغ زعفرانی
دماغ، اعصاب، ذہن اور حافظہ کیلئے آزمودہ نسخہ

پاکستان بھر میں
بذریعہ ڈاک
فری
ہوم ڈلیوری
0314-3085577
● ذہنی دباؤ، تھکاوٹ، بے خوابی، نسیان اور اعصابی کمزوری کا اکسیر علاج
● چہرے کی شادابی، حافظہ کی کمزوری، نظر کی بہتری کیلئے بہترین ٹانک
● نظام ہضم کی درستگی، بواسیر اور پیدائش خون کیلئے موثر علاج
● شوگر اور بلڈ پریشر کے مریضوں کیلئے انمول تحفہ
● معدہ وجگر کی کمزوری اور گرمی کا بہترین علاج
● معجون کا مسلسل استعمال بھرپور جوانی کی ضمانت
قیمت -/1200 روپے
وزن 600 گرام
قیمت -/650 روپے
وزن 300 گرام
اجزائے معجون
زعفران، دارچینی، شہد، مغز بادام، کشنیز، ہلیلہ، جو ہر آہن، برہمی بوٹی، مرچ سیاہ، ورق طلاء، بادیان، مغز اخروٹ، خشخاش، گاؤزبان، گل سرخ، طباشیر، اسطوخودوس، الائچی کلاں، الائچی خورد، زرشک، مغز تربوز، ورق نقرہ، گوندکتیرہ، جوہر مرجان، آملہ، مغز خیارین، مغز کدو، مویز منقی
ہر موسم، ہر عمر کی خواتین و حضرات کیلئے یکساں مفید | معیار اور مقدار کے ضامن
دوا بھی | غذا بھی
فیصل FOODS
ستارہ بلاڈز ڈی گراؤنڈ پیپلز کالونی فیصل آباد
0314-3085577

قادیانیت کے خلاف اُمتِ مسلمہ کے فتاویٰ جات کا مجموعہ

فتاویٰ ختمِ نبوت

(۳ جلدیں)

تحقیق وتخریج شدہ جدید ایڈیشن

ترتیب

حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق وتخریج

زیرِ نگرانی

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

تمام مکاتبِ فکر کے علمائے کرام، ومفتیانِ عظام کے وہ فتاویٰ جو انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذُرّیت کے کافر، مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہونے سے متعلق دیئے ہیں، تحقیق وتخریج کے بعد انہیں یکجا شائع کیا گیا ہے۔

- ختمِ نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے حضرات ومُبلغین کے لئے معین ومددگار
- دار الافتاء اور لائبریری کے لئے بیش بہا علمی خزانہ
- عمدہ کاغذ، جاذبِ نظر سرورق
- علماء وطلبہ اور کارکنانِ ختمِ نبوت کے لئے خصوصی رعایت

شائع کردہ: عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کراچی

021-32780337, 021-34234476

اسٹاکسٹ

مکتبہ لدھیانوی 18- سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی

021-34130020, 0321-2115595, 0321-2115502